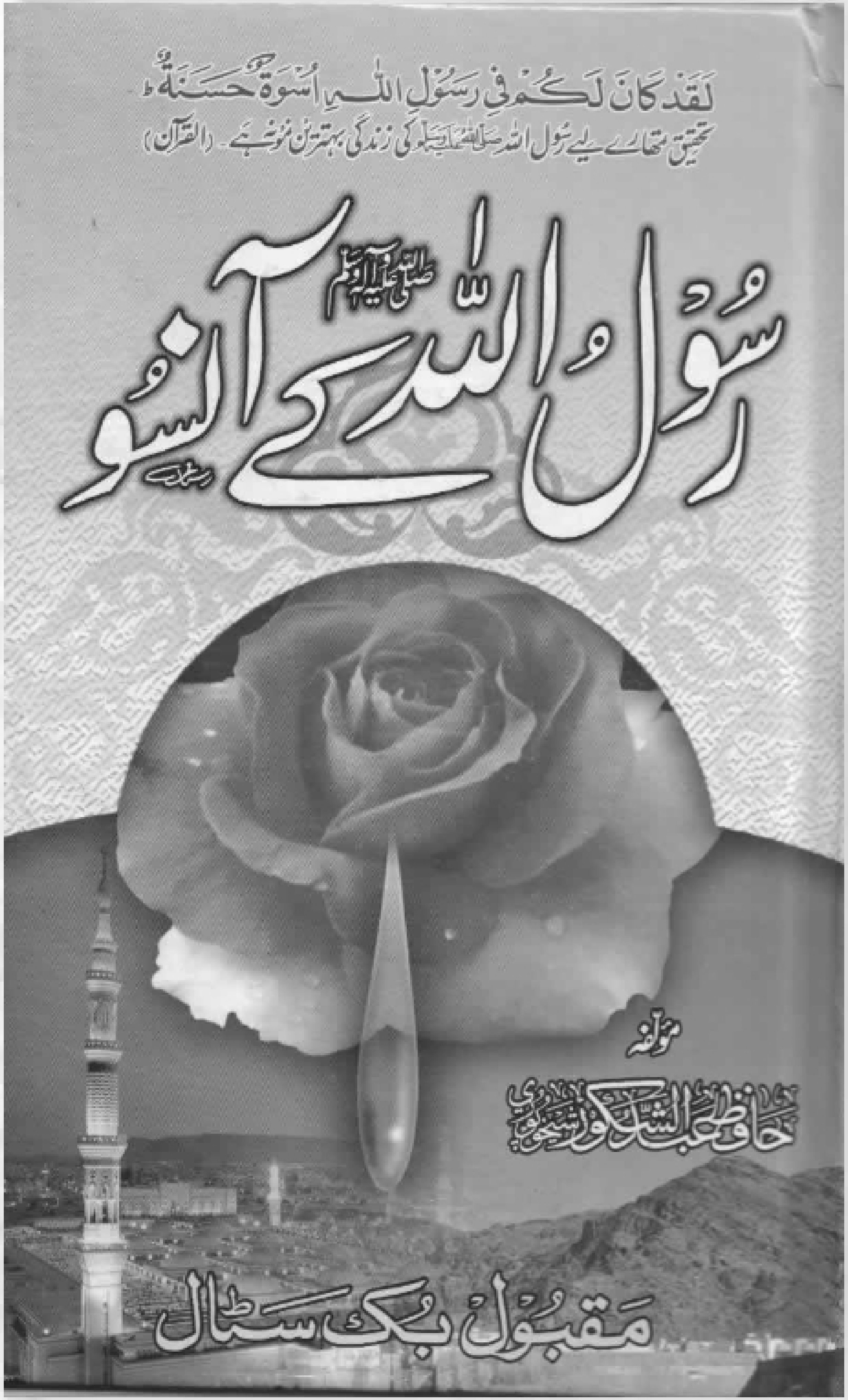

فہرست عنوانات

- مقدمہ ۷
- رسول اکرم ﷺ کی ولادت اور آپ ﷺ کے والدین کی وفات . ۹
- رسول اکرم ﷺ والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر اتنا روئے (صحابہؓ) فرماتے ہیں ہم نے کبھی آپؐ کو اتنا روتے ہوئے نہ دیکھا ۱۲
- عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو آپؐ پیچھے پیچھے روتے جاتے تھے۔... ۱۳
- ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو دل پکڑ کر بیٹھ گئے۔ ۱۴
- ابو طالب کے بے دین فوت ہونے پر آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ زار و قطار رونے لگے۔ ۱۶
- رسول اللہ ﷺ کا حضرت خدیجہؓ کی یاد میں آنسو بہانا اور ام المومنینؓ کے کچھ ایمان افروز حالات ۱۸
- نبی ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد ان کی نشانی دیکھی تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔............ ۲۳
- حضرت صدیق اکبرؓ زخمی حالت میں آپ کی ملاقات کے لئے آئے تو رحمت عالمؐ ان پر جھک پڑے اور آنکھوں سے آنسو چھلک آئے۔ ۲۵
- حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مصائب سن کر آپ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ ۲۷
- رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت میں حضرت ابو ذرؓ کا ہاتھ جسم سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

چمٹالیا اور رو پڑے ۳۲

- رسول اکرم ﷺ نے حضرت سمیہؓ کی بے بسی دیکھی تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ۳۹
- حضور ﷺ نے فرمایا: اے مکہ! اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو اللہ کی قسم میں کبھی بھی نہ جاتا۔ ۴۱
- رحمت عالم ﷺ کے آنسوؤں سے عثمان بن مظعونؓ کے رخسار تر ہوگئے۔ ۴۳
- رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر (رقیہؓ عثمانؓ جا چکے اب تم بھی اسے جا ملو) عورتوں میں کہرام مچ گیا۔ ۴۵
- رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی ام کلثومؓ کی قبر پر ۴۸
- جب نبی ﷺ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو دفن کرنے لگے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ ۵۰
- سیدہ فاطمہؓ کے نکاح اور رخصتی کا رقت انگیز منظر ۵۴
- حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد ﷺ رسول اللہ کی وفات ۵۸
- حضرت زینبؓ کے بچے کی وفات پر محسن عالم ﷺ کے آنسو ۶۰
- چھ سالہ بچی نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے وقت سینہ مبارک پر سر رکھ دیا اور زار و قطار رونے لگی ۶۲
- رحمۃ للعالمینؐ فاطمہ بنت اسدؓ کی قبر میں لیٹ گئے باہر نکلے تو آنسو جاری تھے اور ریش مبارک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی۔ ۶۳
- سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ۶۵
- حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ۷۰
- حضرت زیدؓ کی شہادت کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی تو آپ ﷺ کی آنکھوں

سے سیل اشک رواں ہوگیا۔ ۷۵

- رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہوا تو نبی ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ ۷۸
- ایسے جاں نثار (سعد بن عبادہؓ) کی مرض پر آنسو آنے ہی چاہئیں تھے ۸۴
- حضرت سعد بن معاذؓ کی وفات پر رسول اللہ ﷺ اتنا روئے کہ شاید ہی چشم فلک نے آپ ﷺ کے اتنے آنسو دیکھے ہوں۔ ۸۹
- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ ۹۴
- رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتیلہؓ کا مرثیہ سنا تو رو رو کر ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ ۹۵
- ایک صحرانشین صحابیہؓ کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ رونے لگے۔ ۹۵
- ایک اعرابی کی گفتگو سن کر نبی ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں۔ ۹۷
- جب نبی ﷺ کی رضاعی بہن مقید ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئی۔ ۹۹
- آپ نے اللہ کے رسول ﷺ کو مغموم کر کے کیا لیا ہے؟ ۱۰۱
- سرور عالم ﷺ نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ النساء کی چند آیات سنیں تو آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوگیا۔ ۱۰۲
- نبی ﷺ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جنگل میں بیٹھ کر بہت روئے ۱۰۴
- نبی ﷺ نے متعدد قسم کے کھانے اپنے سامنے دیکھے تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے ۱۰۵
- رسول اللہ ﷺ اور خشیت الٰہی ۱۰۷
- انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ کا خشیت الٰہی میں آنسو بہانا۔ ۱۱۱

www.sirat-e-mustaqeem.com

- خشیت الٰہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے۔ جس کو نصیب ہو جائے اس کی فضیلت ۱۱۶
- رسول اللہ ﷺ کا امت کے لئے رونا۔ ۱۱۸
- ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ پیشانی بار بار زمین پر رکھتے اور آہ وزاری کرتے رہے۔ ۱۲۰
- حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ نبی ﷺ بقیع میں جانے کے لئے اٹھے آپ ﷺ نے سمجھا کہ میں سوئی ہوئی ہوں جب کہ میں جاگتی تھی۔ ۱۲۲
- رسول اللہ ﷺ کا تمام رات روتے رہنا ۱۲۳
- قبر کا منظر دیکھ کر آپؐ بے اختیار رو پڑے۔ ۱۲۳
- رسول اللہ ﷺ تہجد کے لئے اٹھے اور اتنا روئے کہ رحمت عالم ﷺ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی ۱۲۴
- رسول اللہ ﷺ رات کو بڑے ہی تضرع وزاری کے ساتھ یہ مبارک کلمات بھی پڑھتے۔ ۱۲۹
- رسول اکرم ﷺ کے سامنے جبریل امین علیہ السلام نے جہنم کا منظر بیان کیا تو آپ ﷺ بے اختیار رونے لگے۔ ۱۳۱
- کفار مکہ اور رحمۃ للعالمینؐ ۱۳۳
- سرزمین بدر پر رسول اللہ ﷺ کے آنسو ۱۳۶
- رسول اللہ ﷺ عریش میں ۱۳۷
- بیئر معونہ کا دردناک واقعہ ۱۳۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

سیرت نبویؐ ہر عہد کے مصنفین کا محبوب ترین موضوع رہی ہے' کبھی اس تذکرے نے شعر کا قالب اختیار کیا تو کبھی نثر میں جواہر پارے بکھیر دیئے۔ گزشتہ چودہ سو سالوں میں اس موضوع پر اپنوں اور بیگانوں نے کتابوں کے انبار لگا دیئے۔ وقائع سیرت لامحدود نہیں تھے مگر اسالیب بیان نے ان کے بے پناہ تنوع عطا کیا ہے۔ جس کے باعث ارباب سیر نے مغازی' فضائل' شمائل' مدارج' معارج اور نہ جانے کس کس پہلو سے ان وقائع کی تفصیلات کو پیش کیا ہے۔ مضامین سیرت کی وسعت کا اندازہ اس بات سے لگایئے کہ ہر سال بیسیوں نئے سے نئے عنوانات کے تحت ذخیرہ سیرت میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔

ورفعنا لك ذكرك

حافظ عبدالشکور صاحب ہمارے نئے سیرت نگاروں میں ایک منفرد نام ہے آپ نے اس سے پہلے "صحیح اسلامی واقعات"۔ "تعلیم الرسول ﷺ" "وظائف محمدیؐ" اور رسول اللہ ﷺ کی مسکراہٹیں" کے عنوان سے قلم اٹھایا ہے۔ اب کی بار آپ نے سیرت کے ایک بالکل نئے موضوع کو متعارف کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ یہ کتاب "رسول اللہ ﷺ کے آنسو" کے عنوان سے ترتیب دی گئی ہے اس کے لئے جو مواد یا لوازمہ آپ نے اکٹھا کیا ہے وہ مستند کتابوں کے صحیح حوالہ جات سے سامنے آیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ کے تمام احوال پر نگاہ ڈالی

www.sirat-e-mustaqeem.com

جائے بالخصوص مکی اور مدنی زندگی کے وقائع پر نظر دوڑائی جائے تو احساس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ ایک قلب گداز کے حامل تھے۔ زندگی کی سخت جانیوں اور مصائب و شدائد پر آپ ﷺ نے تحمل، بردباری اور حوصلہ مندی کا اظہار فرمایا مگر غم والم کے وہ فطری جذبات گاہے گاہے آنسوؤں کے ستارے بن کر مژگان رسول ﷺ پر چمک اٹھے اور کبھی رخ انور پر ڈھلک گئے۔ راتوں کی تنہائی میں اور شدائد کے مقابلے میں آپ اپنے مالک کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور دعاؤں کی صورت میں آنسوؤں کی برسات شروع ہو جاتی ہے مگر یہ کیفیت آہ و بکا یا اس نوعیت کی کسی دوسری منفی شکل کا رخ اختیار نہیں کرتی اور یہی آپ ﷺ کی سیرت کا اعجاز ہے۔

مجھے اس امر کا یقین ہے کہ حافظ عبدالشکور صاحب کی یہ سعی مشکور ہو گی اور اہل علم اور عام مسلمان اس تذکرہ سیرت کی جدت وندرت سے علمی اور روحانی حظ اٹھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کوشش کو بارآور اور مقبول فرمائے۔ آمین۔

پروفیسر عبدالجبار شاکر

ڈائریکٹر پبلک لائبریریز پنجاب۔ ۴ شارع ایوان تجارت، لاہور

رسول اکرم ﷺ کی ولادت اور آپ ﷺ کے والدین کی وفات

رسول اللہ ﷺ (فداہ ابی و امی) ابھی شکم آمنہ ہی میں تھے کہ نبی ﷺ کے والد حضرت عبداللہ اس جہان فانی سے رخصت ہو گئے۔ علامہ ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ قریش کا ایک قافلہ تجارت کے لئے شام جا رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے والد حضرت عبداللہ بھی اس کے ساتھ چل پڑے اور غزہ تک گئے۔ قافلہ والے جب تجارت سے فارغ ہو کر واپس لوٹے تو یثرب سے گزرے۔ اس وقت حضرت عبداللہ بیمار تھے۔ آپ نے قافلہ والوں سے کہا کہ میری صحت مجھے آپ کے ساتھ چلنے کی اجازت نہیں دیتی۔ میں یہیں اپنے ننھیال (بنی عدی بن نجار) کے لوگوں میں ٹھہرتا ہوں۔ (تم چلے جاؤ) قافلہ والے چلے گئے۔ اور آپ یہاں ایک ماہ تک مقیم رہے جب قافلہ مکہ مکرمہ پہنچا تو حضرت عبدالمطلب نے قافلہ والوں سے اپنے لخت جگر جناب عبداللہ کے بارے میں دریافت کیا کہ وہ کہاں ہیں؟ تو انہوں نے کہا وہ بیمار ہو گئے تھے ہم انہیں یثرب بنونجار کے لوگوں میں چھوڑ آئے ہیں۔ جناب عبدالمطلب نے اپنے صاحب زادے حارث کو جناب عبداللہ کی خبر گیری کے لئے بھیجا۔ اسی اثناء میں آپ وفات پا گئے تھے۔ اور لوگوں نے آپ کو نابغہ کے گھر میں دفن کر دیا تھا۔ جناب عبدالمطلب کو جب اپنے فرزند عبداللہ کی وفات کی خبر ملی تو آپ کو اور (عبداللہ کے) تمام بہن بھائیوں کو سخت صدمہ ہوا کیونکہ اس وقت رسول اکرم ﷺ ابھی شکم آمنہ میں ہی تھے۔

(طبقات ابن سعد جلد اول)

www.sirat-e-mustaqeem.com

آخر دعائے خلیل علیہ السلام اور نوید مسیحا علیہ السلام کے پورا ہونے کا مبارک وقت آ پہنچا اور اللہ وحدہ لاشریک کے آخری رسول ﷺ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔

مشہور سیرت نگار رحمۃ للعلمین کے مصنف حضرت علامہ سید قاضی سلیمان منصور پوری ؒ لکھتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت با سعادت دوشنبہ کے دن صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل ۹ ربیع الاول کو موسم بہار میں ہوئی۔

محسن عالم سرور عالم ﷺ پیدا ہوئے تو یتیم' جب آپ کی عمر مبارک ۶ برس کی ہوئی تو نبی ﷺ کی مشفق ماں آپ کو ساتھ لے کر مدینہ گئیں۔ مدینہ میں ایک ماہ تک قیام کے بعد جب مکہ واپس ہوئیں تو مقام ابواء پر پہنچ کر داغ مفارقت دے گئیں۔ دیار غیر میں دوران سفر یہ حادثہ نبی رحمت ﷺ پر بجلی بن کر گرا۔ باپ کا سایہ پیدا ہونے سے پہلے ہی سر سے اٹھ چکا تھا۔ اب والدہ نے بھی داعی اجل کو لبیک کہا تو شدت غم سے آپ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔

ام ایمن ؓ جو اس سفر میں نبی ﷺ کے ہم رکاب تھیں وہ آپ کو ساتھ لے کر مکہ واپس آئیں۔

ام ایمنؓ میری والدہ کے بعد میری ماں ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام انہیں امی کہہ کر بلایا کرتے تھے ام ایمنؓ رسول اللہ ﷺ کے والد کے ساتھ کنیز کے طور پر رہتی تھیں۔ جب آپ کے والد حضرت عبداللہ نے وفات پائی تو یہ (حضرت آمنہ ام النبی) کی خدمت کرنے لگیں سرور عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت آمنہ کی خبر گیری اور خدمت پر یہی معمور تھیں۔ آپ ﷺ کی بعثت کے بعد جن خوش نصیبوں کو سبقت فی الاسلام کی سعادت نصیب ہوئی حضرت ام ایمنؓ بھی ان میں شامل تھیں۔

حضرت ام ایمنؓ بیوگی کا زمانہ گزار رہی تھیں کہ ایک دن نبی ﷺ نے فرمایا اگر کوئی شخص جنت کی کسی عورت سے نکاح کرنا چاہے تو وہ ام ایمنؓ سے نکاح کر لے۔ آپ کا یہ ارشاد سن کر حضرت زید بن حارثہ ؓ نے ان سے نکاح کر لیا۔

(ان کے بطن سے ہی محبوب رسول حضرت اسامہ ؓ پیدا ہوئے تھے)

نبی ﷺ حضرت ام ایمنؓ کے ساتھ بہت محبت کرتے تھے۔ یہ بھی آپ پر جان چھڑکتی تھیں۔ جب نبی ﷺ نے رحلت فرمائی تو یہ شدت غم سے نڈھال ہو گئی تھیں۔ ان کی آنکھوں سے آنسو ایسے جاری تھے کہ تھمتے نہ تھے۔ حضرت صدیق اکبر ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ کو جب حضرت ام ایمنؓ کی اس حالت کا علم ہوا تو ان کے پاس تشریف لے گئے اور تسلی دیتے ہوئے فرمایا: ''ام ایمنؓ اللہ کے رسول ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے''۔ یہ فرمانے لگیں: یہ تو مجھے معلوم ہے مگر میرا رونا تو اس لئے بھی ہے کہ اب وحی کا سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ یہ سن کر صدیق اکبر و فاروق اعظم ؓ پر بہت رقت طاری ہو گئی۔ یہ دونوں بزرگ بھی رونے لگے۔ (مسلم)

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اکرم ﷺ والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر اتنا روئے (صحابہؓ) فرماتے ہیں ہم نے کبھی آپؐ کو اتنا روتے ہوئے نہ دیکھا

صحیح مسلم، مسند احمد وغیرہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت بریدہؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ سے اجازت لے کر جب اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے تو والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر بے اختیار رونے لگے۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے وہ بھی آپ کو روتے دیکھ کر بے اختیار رو پڑے۔ راویہ بریدہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے رسول اکرم ﷺ کو اتنا روتے ہوئے کبھی نہ دیکھا جتنا نبی ﷺ اپنی والدہ کی قبر کے پاس بیٹھ کر روئے۔☆ (صحیح مسلم۔ مسند احمد)

○○○○

☆ بڑی کتب احادیث میں آپ کے بہت زیادہ رونے کی وجہ اور اس واقعہ کی تفصیل درج ہے۔

عبدالمطلب کا جنازہ اٹھا تو رسول اللہ ﷺ پیچھے پیچھے روتے جاتے تھے

جب حضرت آمنہ نے آپ کو داغ مفارقت دیا تو عبدالمطلب نے حضور ﷺ کو اپنی آغوش محبت میں لے لیا اور بڑی شفقت و پیار سے تادم آخر سرور عالم ﷺ کو اپنے ساتھ رکھا اور اپنی صلبی اولاد سے بڑھ کر آپ کو عزیز جانا۔ عبدالمطلب بڑے جاہ وجلال کے مالک تھے۔ ان کی اولاد میں سے کسی کو یہ جرات نہ ہوتی کہ ان کے بستر پر جا بیٹھے مگر نبی ﷺ بغیر کسی ہچکچاہٹ کے دادا کے بستر پر چلے جاتے۔ نبی ﷺ کے چچا آپ کو ہٹانا چاہتے تو عبدالمطلب کہتے میرے بیٹے کو چھوڑ دو۔ خدا کی قسم! اس کی شان ہی کچھ اور ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ یہ بلند مرتبے پر پہنچے گا۔ جس پر اس سے پہلے کوئی عرب نہیں پہنچا۔ بعض روایات کے مطابق عبدالمطلب فرمایا کرتے تھے کہ اس کا مزاج شاہانہ ہے رسول اللہ ﷺ کو دادا سے بے حد محبت تھی۔ والدین کا سایہ سر سے اٹھ جانے کے بعد دادا کا وجود رحمت عالم ﷺ کے لئے تسکین قلب و جان تھا۔ مگر یہ خیر خواہ بھی زیادہ دیر تک وفا نہ کر سکا۔ ابھی آپؐ نے عمر کی آٹھ منزلیں ہی طے کی تھیں کہ دادا عدم کو روانہ ہو گئے۔ طبقات ابن سعد میں حضرت ام ایمنؓ کا بیان ہے کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کو سردار عبدالمطلب کی وفات کے دن دیکھا کہ جب ان کا جنازہ اٹھا تو نبی ﷺ پیچھے پیچھے روتے جاتے تھے۔ (طبقات ابن سعد)

❀❀❀❀

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو دل پکڑ کر بیٹھ گئے

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں عام تبلیغ شروع کی' تو کفار مکہ اس کو روکنے کے لئے متحد ہو کر میدان عمل میں آ گئے۔ جب ان کے تمام حربے ناکام ہو گئے تو یہ دل شکستہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب کے پاس آئے اور درخواست کی اے ابو طالب آپ کے بھتیجے نے ہمارے خلاف الزامات کی مہم جاری کر رکھی ہے۔ ہمارے معبودوں کی مذمت کرنا ہمارے دین میں طرح طرح کے عیب نکالنا' ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف بنانا او ہمارے بزرگوں کو گمراہ کہنا' محمد (ﷺ) کا روزانہ کا معمول بن چکا ہے اس کی ایسی تقریریں سن سن کر ہمارا کلیجہ شق ہو چکا ہے۔ اب ہم تمہارے پاس آئے ہیں کہ اس کو سمجھاؤ کہ ہمارے بزرگوں کی مخالفت سے باز آ جائیں' یا پھر ہمیں ان کے معاملہ میں آزاد کر دیجئے۔ ابو طالب نے قوم کی باتیں پورے تحمل سے سن کر حسن تدبیر سے ان کو رخصت کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ کی تبلیغی سرگرمیاں سدا جاری رہنے والی تھیں وہ رہیں۔ آپ ﷺ لوگوں کو دعوت الی اللہ دیتے رہے۔

قریش نے جب دعوت اسلام کو پہلے سے بھی زیادہ پھیلتے دیکھا تو یہ دوسری مرتبہ ابو طالب کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی صاحب! ہمارے پہلی دفعہ آنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوا۔ آپ کا بھتیجا اسی طرح اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہے۔ بخدا اب ہم مزید صبر نہیں کر سکتے۔

اے سردار! (ابوطالب) اگر آپ اپنے بھتیجے کو ان باتوں سے روک نہیں

سکتے تو پھر ہماری اور تمہاری جنگ ہوگی خواہ ہم برباد ہو جائیں یا آپ۔ یہ دھمکی دے کر یہ لوگ لوٹ گئے تو عم الرسول سر پکڑ کر بیٹھ گئے کہ اب کیا ہوگا؟ یہ لوگ میرے یتیم بھتیجے کے خلاف کیا سوچ رہے ہیں؟ قریش کا یہ وفد جب لوٹا تو ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کو بلا کر قریش کی ساری گفتگو سے آگاہ کیا اور پھر کہا اے بھتیجے! بہت نازک وقت سر پر آ گیا ہے خدارا مجھ پر اور اپنی جان پر رحم کرو۔ مجھ پر ایسا بوجھ نہ ڈالو جسے میں برداشت نہ کر سکوں۔

جب ابو طالب اپنی بات کہہ چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((یا عم واللہ و لو وضعوا الشمس فی یمینی و القمر فی یساری)) الخ (سیرت ابن هشام)

"چچا جان' میں خدائے بزرگ و برتر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند بھی رکھ دیں اور شرط یہ ہو کہ میں توحید کا پرچار کرنا ترک کر دوں تو مجھ سے ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ خود اسے غلبہ عطا کرے یا میں مر جاؤں"۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد رسول اکرم ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور رحمت للعالمین ﷺ چچا کے پاس سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ نبی ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کا آنا اور آپ کا یوں اٹھ کھڑے ہونا ابو طالب کے لئے تو بہت غم کا باعث بن گیا' ابو طالب اس منظر کو دیکھ کر دل پکڑ کر بیٹھ گئے۔ حضور ﷺ کے آنسوؤں نے ابو طالب کے دل پر ایسی ضرب لگائی کہ یہ برداشت نہ کر سکے ابو طالب نے فوراً آواز دی: "بیٹا ادھر آؤ"۔ ہادیٔ برحق ﷺ آئے تو ابو طالب نے کہا:

"اے نور نظر! تمہیں جو کرنا ہے کرو جب تک جسم میں جان ہے تم پر آنچ نہیں آنے دوں گا۔" (سیرت ابن ہشام)

www.sirat-e-mustaqeem.com

ابوطالب کے بے دین فوت ہونے پر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ زار و قطار رونے لگے

رسول اللہ ﷺ کے چچا ابو طالب زندگی بھر آپ ﷺ کے لئے مصائب و آلام برداشت کرتے رہے مگر افسوس کے نبی ﷺ کی ہزار کوششوں کے باوجود ایمان نہ لائے۔ بخاری و مسلم کی روایت ہے کہ نبی ﷺ ابو طالب کی وفات کے وقت آپ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: یاعم قل لا الہ الا اللہ۔ چچا جان پڑھے لا الہ الا اللہ نبی ﷺ ابو طالب کے آخری سانس تک بڑی ہی آس امید کے ساتھ مشفق چچا کو مسلمان ہونے کی تلقین کرتے رہے مگر اس وقت ابو جہل اور امیہ وغیرہ ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ یہ برابر بہکاتے رہے یہاں تک کہ جب آپ پر آخری وقت تھا' نبی ﷺ نے فرمایا: ''چچا جان اس وقت بھی اگر آپ لا الہ الا اللہ پڑھ لیں تو مجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ کے لئے شفاعت کا موقع مل جائے گا''۔ مگر ابو طالب نے کہا کہ میں عبدالمطلب کے طریقہ پر دنیا کو چھوڑتا ہوں۔ چچا کے بے دین فوت ہونے پر رسول ﷺ کو سخت صدمہ ہوا۔ شدت غم سے رحمت عالم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زبان اقدس سے ارشاد فرمایا: ''چچا کے لئے اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک مغفرت مانگتا رہوں گا جب تک اللہ تعالیٰ مجھ کو اس سے منع نہ کر دے۔''

طبقات ابن سعد میں حضرت علی ؓ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ابو طالب کی وفات کی خبر دی تو نبی ﷺ زار و قطار رونے لگے اور فرمایا: اے علیؓ! جاؤ جا کر (ابو طالب کو) غسل دے کر کفن پہناؤ اور دفن کر دو۔ اللہ تعالیٰ

اس کی مغفرت فرمائے اور اس پر رحم کرے۔

حضرت علی ؓ فرماتے ہیں میں نے نبی ﷺ کے ارشاد کی تعمیل کی پھر سرور عالم ﷺ کئی دن تک گھر سے باہر نہ نکلے۔ چچا کے لئے مغفرت کی دعا کرتے رہے تا آنکہ جبریل ؑ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم لے کر نازل ہوئے:

﴿ماکان للنبی والذین امنوا ان یستغفروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربی من بعد ما تبین لهم انهم اصحب الجحیم○﴾ (سورۃ توبہ)

''نبی کو اور ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں ایسا کرنا سزاوار نہیں کہ جب واضح ہو گیا یہ لوگ جہنمی ہیں پھر مشرکوں کی بخشش کے طلب گار ہوں اگرچہ وہ ان کے اعزہ و اقارب ہی کیوں نہ ہوں۔''

نوٹ: بعض معتبر مفسرین نے اس آیت کے نزول کا سبب بعض دوسرے واقعات بھی بتائے ہیں' جن کی تفصیل تفاسیر میں درج ہے۔

(طبقات ابن سعد' ابن کثیر)

○○○

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خدیجہؓ کی یاد میں آنسو بہانا اور ام المومنینؓ کے کچھ ایمان افروز حالات

۱

رسول اللہ ﷺ نے جب (چچا کی کفالت میں) ہوش سنبھالا تو چچا کی کمزور مالی حالت اور کثیر العیالی کو دیکھ کر چچا کا ہاتھ بٹانے کی فکر ہوئی۔ لیکن کاروبار کے لئے روپیہ پیسہ نہ تھا۔ آپ کی تجارت کی طرف رغبت کا علم جب مکہ کی سب سے بڑی دولت مند خاتون حضرت خدیجہؓ کو ہوا تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے مال سے تجارت کرنے کی دعوت دے دی۔ یہ آپؐ کی شرافت ودیانت، امانت وصداقت شعاری اور نیک نفسی کا چرچا تو پہلے ہی سن چکی تھیں۔ اس لئے بغیر کسی غور وفکر کے حضور ﷺ کی خدمت میں بہت سا مال بغرض تجارت پیش کر دیا اور ساتھ یہ بھی کہا کہ جو معاوضہ میں دوسروں کو دیتی ہوں آپ کو اس سے دوگنا دوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دعوت کو قبول کر لیا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر تجارت کو گئے تو اس میں بہت زیادہ نفع ہوا۔ نبی ﷺ کے اس سفر تجارت میں حضرت خدیجہؓ کا غلام میسرہ بھی آپؐ کے ہمرکاب تھا۔ اس نے واپسی پر حضرت خدیجہؓ سے آپؐ کے وہ تمام اخلاق حمیدہ اور اوصاف جمیلہ جن کا خود مشاہدہ کر چکا تھا بیان کر دیئے۔ حضرت خدیجہؓ نے جب اپنے غلام سے آپ کے اوصاف سنے تو نکاح کے لئے پیغام بھیج دیا۔ (جب کہ اس سے پہلے بڑے بڑے سرداروں کی طرف سے نکاح کی پیش کش کو آپ ٹھکرا چکیں تھیں) نبی ﷺ اپنے چچاؤں حضرت حمزہؓ اور حضرت ابو طالب کو لے کر مقررہ جگہ پر پہنچ گئے۔

ادھر حضرت خدیجہؓ نے بھی عمر بن اسد کو پیغام بھیجا کہ آئیں اور میرا نکاح کر دیں۔ (اس وقت حضرت خدیجہؓ کے والد فوت ہو چکے تھے) یہ بھی آ گئے تو نکاح ہو گیا اس وقت نبی ﷺ کی عمر ۲۵ سال اور حضرت خدیجہؓ کی عمر ۴۰ سال تھی۔

۲

نبی ﷺ کی ساری اولاد ماسوائے حضرت ابراہیمؓ کے حضرت خدیجہؓ ہی سے تھی۔ نکاح کے بعد نبی ﷺ اپنا اکثر وقت خدا کی عبادت میں گزارنے لگے۔ جوں جوں نبوت کے ملنے کا وقت قریب آتا گیا۔ شوق عبادت اور فکر قوم بڑھتا گیا۔ حضرت خدیجہؓ آپ کو کئی یوم کا کھانا تیار کر دیتیں۔ نبی ﷺ اسے لے کر شہر سے باہر کوہ حرا میں جا بیٹھتے۔ جب آپؐ عمر کے ۴۰ برس پورے کر چکے تو ایک دن حضرت جبریل امین علیہ السلام غار حرا میں تشریف لائے جیسا کہ بخاری مسلم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ غار حرا میں تھے کہ آپ ﷺ کے پاس (خدا کی طرف سے فرشتہ آیا) اور اس نے آ کر آپؐ سے کہا اقراء (پڑھئے) آپ نے فرمایا: "ما انا بقاریء" (میں خواندہ نہیں ہوں) فرشتے نے دوسری مرتبہ آپ کو زور سے دبایا اور پھر وہی الفاظ دہرائے۔ آپؐ نے پھر وہی جواب دیا تیسری مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نے پھر زور سے دبا کر کہا:

﴿اقراء باسم ربك الذى خلق ○ خلق الانسان من علق ○ اقراء و ربك الاكرم الذى علم بالقلم ○ علم الانسان مالم يعلم ○﴾

حضرت جبریل علیہ السلام خدا کا پیغام دے کر رخصت ہوئے تو نبی ﷺ گھبرائے ہوئے لرزتے کانپتے گھر لوٹے اور سخت گھبراہٹ کی حالت میں حضرت خدیجہؓ سے

www.sirat-e-mustaqeem.com

فرمایا زملونی' زملونی خدیجہؓ مجھے کمبل اوڑھادو' لقد' خشیت علی نفسی مجھے اپنی جان کا اندیشہ ہے (کہیں میں مر نہ جاؤں)۔ دانا اور غم گسار بیوی پوچھتی ہے میرے آقا! آپؐ کو یہ کیا ہوگیا ہے؟ نبی ﷺ نے سارا واقعہ بیان کر دیا' تو حضرت خدیجہؓ نے تسلی دیتے ہوئے عرض کیا:

((کلا واللہ ما یخزیک اللہ ابدا انك تصل الرحم و تحمل الكل وتكسب المعدوم و تقری الضيف وتعين على نوائب الحق))

آقا! آپ کو ڈر کس بات کا؟ اللہ کی قسم' اللہ آپ کو ہر تکلیف سے بچائے گا۔ (میں دیکھتی ہوں) کہ آپؐ اقرباء سے حسن سلوک کرتے ہیں' بیواؤں' یتیموں' بے کسوں کی مدد فرماتے ہیں۔ مہمان نوازی کرتے ہیں۔ مصیبت زدوں سے ہمدردی کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت خدیجہؓ حضور نبی کریم ﷺ کو ساتھ لے کر تورات و انجیل کے ایک بہت بڑے عالم ورقہ بن نوفل کے پاس گئیں اور اس سے کہا: یا ابن عم اے چچا کے بیٹے! اپنے بھتیجے (محمدؐ) کی بات سن۔ ورقہ نے کہا بھتیجے فرمائیں کیا بات ہے؟ نبی ﷺ نے غار حرا کا سارا واقعہ بیان کر دیا۔ آپ ﷺ کا بیان کرنا تھا کہ ورقہ فوراً بول اٹھے:

((ھذا ناموس الذی نزل اللہ علی موسیٰ))

یہ وہی ناموس ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوا۔ پھر بڑی حسرت سے کہنے لگے: کاش میں اس وقت تک زندہ رہتا۔ کاش میں اس وقت جوان ہوتا جب تیری قوم تجھ کو یہاں سے نکال دے گی۔ آپ نے (تعجب سے) پوچھا: "کیا میری قوم مجھ کو نکال دے گی؟" ورقہ نے کہا: ہاں اس دنیا میں جس نے بھی ایسی تعلیم پیش کی۔ اس کے ساتھ ایسا ہی ہوا۔ کاش میں ہجرت تک زندہ رہوں اور

آپ ﷺ کی خدمت کروں۔ (صحیح بخاری)

اس واقعہ کے چند دن بعد حضرت ورقہ بن نوفل مالک حقیقی سے جا ملے۔

۳

پھر جب نبی ﷺ نے اعلان نبوت کیا تو کفار کی طرف سے رسول اللہ ﷺ پر طعن و تشنیع کے نشتر چلنے لگے۔ جب کفار کی بے ہودہ باتوں سے نبی ﷺ کبیدہ خاطر ہوتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا عرض کرتیں: "حضورؐ! آپ رنجیدہ نہ ہوا کریں بھلا کوئی ایسا رسول بھی آیا ہے کہ لوگوں نے اس کا تمسخر نہ اڑایا ہو۔"

نبی ﷺ دن بھر تبلیغ کر کے زخم خوردہ شام کو واپس لوٹتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا آپؐ کے زخموں پر مرہم رکھتے ہوئے آپؐ کی ڈھارس بندھاتیں اور حوصلہ بڑھاتیں۔ حضرت خدیجہؓ کی باتوں سے آپ کو تسکین ہو جاتی تو تازہ دم ہو کر پھر تبلیغ کے لئے نکل کھڑے ہوتے۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا نبی ﷺ کے ساتھ گزرا ہوا دور بڑا ہی پر آشوب دور تھا۔ ام المومنینؓ آپ کے لئے سخت سے سخت تکالیف جھیلتی تھیں اور آپ نے بڑے ہی نامساعد حالات میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دیا تھا۔

نبی ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بے حد محبت تھی۔ جب تک آپؓ زندہ رہیں حضور ﷺ نے دوسرا نکاح نہ کیا۔ کفار نے جب نبی ﷺ کو شعب ابی طالب میں محصور کیا تو حضرت خدیجہؓ اس سخت ترین ابتلا میں بھی آپؐ کے ساتھ تھیں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے تین سال تک اس محصوری کے روح فرسا آلام و مصائب بڑے صبر کے ساتھ برداشت کیے جب یہ انسانیت سوز محاصرہ ختم

www.sirat-e-mustaqeem.com

ہوا تو اس کے بعد ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہیں۔ ۱۰ نبوت کو رمضان المبارک یا اس سے کچھ عرصہ پہلے آپؓ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ رحمت عالم ﷺ نے اپنی اس محبوب ترین بیوی کے علاج معالجہ کی کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ لیکن موت کی کوئی دوا نہیں ہے۔ آخر اہل ایمان کی یہ عظیم ماں ۱۰ نبوت ۱۱ رمضان المبارک کو رسول اللہ کو داغ مفارقت دے گئیں۔ آپ کی وفات سے نبی ﷺ پر غم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ جس سال حضرت خدیجہ فوت ہوئیں نبی ﷺ نے اس کا نام عام الحزن (غم کا سال) رکھ دیا۔ اس بے پناہ صدمے سے آپ ﷺ اکثر مغموم رہنے لگے۔ جب بھی حضرت خدیجہ کی یاد آتی تو اکثر دل بھر آتا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔

(بخاری، مسلم، ابن ہشام)۔

نبی ﷺ نے حضرت خدیجہؓ کی وفات کے بعد ان کی نشانی دیکھی تو آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا

۲ ہجری کو جب معرکہ بدر پیش آیا تو اس موقع پر ۷۰ کفار قید کر لئے گئے۔ ان میں حضرت ابو العاصؓ بن ربیع بھی تھے جب قیدیوں سے فدیہ لے کر ان کو رہا کیا جانے لگا تو حضرت زینب بنت رسولؐ (ﷺ) نے بھی اپنے شوہر حضرت ابو العاصؓ کو چھڑانے کے لئے فدیہ میں وہ قیمتی ہار جو ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے جہیز میں دیا تھا، فدیہ کے لئے بھیج دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب یہ ہار دیکھا تو ۲۵ برس کا محبت انگیز واقعہ یاد آ گیا۔ حضرت خدیجہؓ کی اس نشانی کو دیکھ کر رسول اللہ ﷺ بے اختیار رو پڑے اور آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔ پھر رحمت عالم ﷺ نے ڈبڈباتی آنکھوں سے صحابہ کرامؓ سے فرمایا: اگر تمہاری اجازت ہو تو بیٹی کو ماں کی یادگار لوٹا دوں۔ سب نے سر اطاعت خم کر دیا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ ہار واپس کر دیا۔ (ابوداؤد و تاریخ طبری)

ایک مرتبہ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سیدہ طاہرہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا ذکر کیا۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی یاد سے آپؐ تڑپ اٹھے دل بے قرار ہو گیا اور آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ (اس واقعہ کی تفصیل آگے آ رہی ہے)

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد متعدد بیویاں آپ کے عقد میں آئیں لیکن نبی ﷺ ساری زندگی حضرت خدیجہؓ کو دل سے نہ بھلا سکے۔ اگر کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو رسول اللہ ﷺ حضرت خدیجہ کی سہیلیوں کو ڈھونڈ ڈھونڈ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کر گوشت بھیجتے۔ کبھی کوئی خوشی یا غمی کا موقع آتا تو فرماتے: ''کاش آج خدیجہؓ زندہ ہوتی''۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کی کسی بیوی پر مجھے رشک نہیں آیا سوائے حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے۔

ایک مرتبہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد ان کی بہن حضرت ہالہ رضی اللہ عنہا آپؐ سے ملنے آئیں اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ (ان کی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی) سرور عالم ﷺ کے کانوں میں اس آواز کا پڑنا تھا کہ حضرت خدیجہؓ کی یاد آئی۔ آپ ﷺ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا ہالہؓ ہوگی۔ حضرت عائشہؓ بھی یہاں موجود تھیں۔

بولیں: کیا آپؐ ایک بڑھیا کو یاد کرتے رہتے ہیں جو مر چکی ہے؟ اب خدا نے آپؐ کو اس سے اچھی بیویاں دی ہیں۔ (بخاری)

الاستیعاب میں ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہرگز نہیں' (وہ وہی تھیں) جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو اس نے میری تصدیق کی۔ جب لوگ کافر تھے اس نے اسلام قبول کیا۔ جب میرا کوئی مددگار نہ تھا اس نے میری مدد کی۔

رضی اللہ عنہا

(الاستیعاب)

حضرت صدیق اکبر ؓ زخمی حالت میں آپ کی ملاقات کے لئے آئے تو رحمت عالم ﷺ ان پر جھک پڑے اور آنکھوں سے آنسو چھلک آئے

ابھی اسلام کا آغاز تھا۔ صرف اڑتیس آدمی مسلمان ہوئے تھے۔ مکہ کی بستی کافروں سے بھری ہوئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ حضور ﷺ کی محبت سے سرشار تھے۔ آپؐ سے التجا کی کہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں لوگوں کو اعلانیہ آپ کی رسالت کی اطلاع دوں اور لوگوں کو آپ ﷺ سے فیض یاب ہونے کی دعوت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوبکر ؓ ابھی ذرا صبر سے کام لو...... ابھی ہم تعداد میں کم ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ پر غلبہ حال طاری تھا۔ انہوں نے پھر اصرار کیا حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ السلام نے اجازت دے دی۔ حضرت ابوبکر ؓ نے بے خوف و خطر لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف دعوت دی۔

حافظ ابن کثیر ؒ لکھتے ہیں:

((فکان اول خطیب دعا الی اللہ والی رسولہ))

''حضور ﷺ کی بعثت کے بعد ابوبکر صدیق ؓ پہلے خطیب ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا''

مشرکین مکہ آپ پر ٹوٹ پڑے۔ آپؓ کو سخت پیٹا اور روندا۔ عتبہ بن ربیعہ نے صدیق اکبر ؓ کے چہرے پر بے تحاشا تھپڑ مارے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ قبیلہ بنو تمیم سے تھے۔ آپؓ کے قبیلے کے لوگوں کو خبر ہوئی تو وہ دوڑتے ہوئے آئے۔ مشرکین سے انہیں چھڑا کر ان کے گھر چھوڑ آئے۔ حضرت ابوبکر ؓ بے ہوش تھے اور لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جانبر نہ ہو سکیں گے وہ دن بھر بے ہوش رہے جب شام ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کو ہوش آیا۔ آپؓ کے والد ابو

www.sirat-e-mustaqeem.com

قحافہ رضی اللہ عنہ اور آپؓ کے قبیلے کے لوگ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس کھڑے تھے ہوش آتے ہی پہلی بات انہوں نے یہ کہی کہ رسول اللہ ﷺ کہاں ہیں اور کس حال میں ہیں۔ ان کے قبیلے کے لوگ سخت برہم ہوئے۔ اور انہیں ملامت کی کہ جس کی وجہ سے یہ ذلت و رسوائی تمہیں اٹھانی پڑی اور یہ مار پیٹ تمہیں برداشت کرنی پڑی ۔ ہوش میں آتے ہی تم پھر اس کا حال پوچھتے ہو۔ (ان عقل کے اندھوں کو کیا خبر تھی کہ ان کی خاطر سختیاں جھیلنے میں جو لذت ہے وہ دنیاداروں کو پھولوں کی سیج اور بستر کخاب پر بھی حاصل نہیں ہوتی)

ان کے قبیلے کے لوگ مایوس ہو کر اپنے گھروں کو واپس لوٹ گئے اور ان کی ماں ام الخیرؓ سے کہہ گئے جب تک محمد رسول ﷺ کی محبت سے باز نہ آ جائے اس کا بائی کاٹ کرو اور اسے کھانے پینے کے لئے کچھ نہ دو۔ ماں کی ممتا تھی جی بھر آیا۔ کھانا لا کر سامنے رکھ دیا اور کہا دن بھر کے بھوکے ہو کچھ کھالو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا:

((فان لله علی ان لا ازوق طعاما ولا اشرب شرابا اواتی رسول الله صلی الله علیه وسلم))

"ماں خدا کی قسم! میں کھانا نہیں چکھوں گا اور پانی کا گھونٹ تک نہ پیوں گا جب تک حضور ﷺ کی زیارت نہ کرلوں"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام جمیل رضی اللہ عنہا آگئیں اور بتایا کہ حضور ﷺ بخیریت ہیں اور دار ارقم میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زخموں سے چور چلنے کے قابل نہ تھے۔ ماں کا سہارا لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان پر جھک پڑے انہیں چوما اور اس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔ (ابن کثیر)

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مصائب سن کر آپ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں

(۱)

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ یہ ان سات صادقین میں سے ہیں جو ابتدائے اسلام ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ امیہ بن خلف کے غلام تھے اور بکریاں چرانے کی ڈیوٹی دیتے تھے۔

ایک دن ایک آواز آئی:۔

"اے چرواہے! کیا تمہارے پاس دودھ ہے؟"

یہ آواز دینے والے حضرت محمد ﷺ تھے جو اپنے سفر و حضر کے رفیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار حرا میں موجود تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کی آواز سن کر قریب آئے اور عرض کیا:

"جناب میری بکریوں میں کوئی بکری دودھ دینے والی نہیں اس لئے معذرت چاہتا ہوں کہ آپ کی تمنا پوری نہ کرسکا۔"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اگر اجازت ہو تو سامنے والی بکری کو دیکھ لیا جائے ہوسکتا ہے اس سے دودھ مل جائے۔"

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

"مجھے کوئی اعتراض نہیں، دیکھ لیجئے۔" لیکن یہ ممکن نہیں کہ ایک دودھ نہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

دینے والی بکری سے دودھ حاصل کرلیا جائے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اجازت دینا تیرا کام اور بکری کے تھنوں میں دودھ بھر دینا اللہ تعالیٰ کا کام۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بکری پیش خدمت کی۔

رسول اللہ ﷺ نے اللہ کا نام لے کر جب بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو بکری کے تھنوں سے دودھ جاری ہوگیا۔

اسی دن سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے گرویدہ ہو گئے

(ابن عساکر)

۲

اس واقعہ کے بعد سیدنا بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونے لگے ایک دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بلالؓ!

''میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں' اللہ ایک ہے' اس کا کوئی شریک نہیں۔''

آپؓ کا کیا خیال ہے؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ جو پہلے ہی اپنا دل نبی ﷺ کو دے چکے تھے۔ فوراً کہا:

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ''

بس اسی دن سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ کی محبت کے ایسے اسیر ہوئے کہ آخری سانس تک یہی تعلق قائم رہا۔

اسلام قبول کرنے پر آپؓ کے سنگ دل' بے رحم مالک نے آپؓ پر سخت سے سخت ظلم کیا' انسانیت سوز اذیتیں دیں۔ شریر لڑکے (امیہ) کے کہنے پر

جانوروں کی طرح مکہ کے پتھریلے بازاروں میں گھسیٹتے پھرتے اور کڑاکے کی دھوپ میں گرم جلتی ہوئی ریت پر لٹا کر اوپر گرم پتھر رکھ دیا جاتا حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا ظالم آقا اپنے ناپاک ہاتھوں سے ان کے معصوم چہرے پر بے تحاشا تھپڑ مارتا اور شرک کرنے کے لئے مجبور کرتا مگر یہ ہر حالت میں ایک ہی نعرہ لگاتے:

احد' احد

(اللہ) ایک ہے۔ (اللہ) ایک ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔

ایک دن ابوجہل' امیہ بن خلف اور ان کے دوسرے شریر ساتھیوں نے اس قدر مارا کہ تمام جسم لہولہان ہوگیا۔ آخر تھک ہار کر کہنے لگے:

''بلال! آج جو فیصلہ کرنا ہے کرلو' اسلام چھوڑ دو یا جان سے مار دیئے جاؤ گے۔''

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میرے جسم سے میری جان تو نکال سکتے ہو مگر ایمان نہیں۔''

اتفاق سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ادھر سے گزرے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو کفار کے ہاتھوں پٹتا دیکھ کر بے تاب ہو گئے اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ کفار سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے۔

''آخر اس مسکین پر کب تک ظلم کرتے رہو گے؟''

واپسی پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ پر ہونے والے مظالم کا ذکر رحمت عالم ﷺ سے کیا تو رحمۃ للعلمینؐ کی آنکھیں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے مصائب سن کر اشک بار ہوگئیں۔

۳

ایک روز رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ حضرت بلالؓ کو سخت تکلیف دی

www.sirat-e-mustaqeem.com

جاری ہے تو سرورِ عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ؓ سے فرمایا اگر کچھ روپے ہوتے تو بلال کو خرید لیا جاتا۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضرت عباس ؓ سے جا کر کہا مجھے بلال ؓ خرید دو۔ حضرت عباس نے خرید دیا۔ حضرت صدیق اکبر ؓ نے آپ ؓ کو آزاد کر دیا۔

(۴)

حضرت بلال ؓ کے والد کا نام رباح، ماں کا نام حمامہ، بھائی کا نام خالد، بہن کا نام عفرح تھا، کنیت ابوعبداللہ یا ابوعبدالکریم یا ابوعبدالرحمان تھی۔ حضرت بلال ؓ رسول اللہ ﷺ کے موذن اور صدیق اکبر ؓ کے خازن تھے۔ سیدنا صدیق اکبر ؓ کی وفات کے بعد جہاد شام میں شریک ہوئے۔

حضرت عمر ؓ نے جب بیت المقدس فتح کیا تو حضرت بلال ؓ وہاں موجود تھے۔ جب تقریب فتح کا انعقاد ہوا تو خلیفہ دوم امیرالمومنین حضرت عمر ؓ نے اسلامی فوج سے پوچھا (جن میں اکثر صحابہ کرامؓ تھے) کہ تمہاری کوئی دلی خواہش ہو تو بتاؤ؟

صحابہ کرام ؓ نے یک زبان ہو کر عرض کیا۔

''اے امیرالمومنینؓ! بلال ؓ سے درخواست کرو کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے والی اذان سنائیں۔''

جب صحابہ کرام ؓ کا اصرار بڑھا تو حضرت بلال ؓ اذان کے لئے تیار ہو گئے اور پھر جب اذان شروع کی اور اللہ اکبر کی صدا بلند ہوئی تو لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور جب پوری محبت اور درد کے ساتھ ''اشھد ان محمد رسول اللہ'' کہا تو لوگوں کے رونے سے کہرام مچ گیا۔ قریب تھا کہ ان کے دل اللہ کے

ذکر سے پھٹ جاتے۔ حضرت بلال ؓ یہ کلمہ کہہ کر خود بھی زاروقطار رونے لگے۔ آپؓ کی ڈاڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ؓ اور حضرت معاذ بن جبل ؓ روتے روتے نڈھال ہو گئے اور آپؓ کی ہچکی بندھ گئی۔ حضرت بلال ؓ نے بڑی مشکل سے اذان پوری کی۔ اذان کے بعد دیر تک آنسوؤں اور آہوں کا سلسلہ جاری رہا۔

آپ نے دمشق میں ۲۰ھ کو ۶۳ سال کی عمر میں وفات پائی۔ باب صغیر کی طرف مدفون ہوئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ (ابن ہشام)

❀○❀○❀

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اکرم ﷺ نے مرض الموت میں حضرت ابوذر ؓ کا ہاتھ جسم سے چمٹالیا اور رو پڑے

﴿۱﴾

سیدنا ابوذر غفاری ؓ نے ایک اڑتی سی خبر سنی کہ مکہ میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو لوگوں کو ایک خدا کی پرستش کی دعوت دیتا ہے اور بت پرستی سے منع کرتا ہے۔ حضرت ابو ذر ؓ پہلے ہی کسی ایسے ہادی کی تلاش میں تھے رسول اللہ ﷺ کے ظہور کی خبر سن کر بے تاب ہو گئے۔ فوراً اپنے بھائی انیس کو صحیح صورت حال معلوم کرنے کے لئے مکہ روانہ کیا۔ انیس مکہ گئے۔ نبی ﷺ کے ارشادات سنے اور واپس آ کر بھائی کو خبر دی کہ لوگ اس داعی کو شاعرؔ کاہن اور جادوگر کہتے ہیں لیکن بخدا میں نے انہیں ایسا نہیں پایا وہ تو بھلائی کی دعوت دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ حضرت ابوذر غفاری ؓ کو اس مختصر جواب پر تسلی نہ ہوئی۔ یہ خود مکہ گئے۔ محسن عالم ﷺ کو پہچانتے نہ تھے' کسی سے پوچھنا بھی خلاف مصلحت سمجھا۔

زم زم کا پانی پیا اور بیت اللہ شریف میں لیٹ گئے۔ حضرت علی ؓ آئے تو دیکھا کہ ایک اجنبی آدمی لیٹا ہوا ہے۔ قریب آئے اور کہا:

''مسافر معلوم ہوتے ہو''۔

حضرت ابوذر ؓ نے کہا: ہاں۔

حضرت علی ؓ نے کہا چلو آج رات میرے ہاں بسر کر لو۔ حضرت ابوذر ؓ چل پڑے۔ رات گزار کر صبح پھر ہادی برحق کی تلاش میں کعبہ شریف میں آ کر

لیٹ گئے۔ حضرت علی ؓ پھر آ پہنچے اور کہا: شائد تمہیں اپنی منزل نہیں ملی۔ انہوں نے کہا: ''جی ہاں'' آپ پھر انہیں ساتھ لے گئے اور پوچھا: بھائی میں تمہیں کئی دن سے یہاں دیکھ رہا ہوں۔ تم کون ہو؟ کہاں سے آئے ہو؟ اور تمہارے یہاں آنے کا کیا مقصد ہے؟

حضرت ابوذر ؓ نے کہا اگر تم وعدہ کرو کہ میری بات راز میں رکھو گے تو بتا دیتا ہوں۔

حضرت علی ؓ نے کہا کہ وعدہ رہا میں تمہاری بات راز میں رکھوں گا۔

حضرت ابوذر ؓ نے فرمایا: ''میں نے سنا ہے کہ اس شہر میں ایک شخص کا ظہور ہوا ہے جو خود کو اللہ کا نبی بتاتا ہے میں اس کی ملاقات کے لئے حاضر ہوا ہوں۔''

حضرت علی ؓ نے سن کر کہا: ''اچھا ہوا کہ تم مجھ سے ملے تم جس کی تلاش میں ہو۔ بلاشبہ وہ اللہ کے سچے رسولؐ ہیں۔''

یہ سنتے ہی حضرت ابوذر ؓ پر رقت طاری ہو گئی۔ فوراً عرض کیا خدا کے لئے مجھے جلدی سے اس ہستی سے ملواؤ۔ حضرت علی ؓ ابوذر ؓ کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ حضرت ابوذر ؓ نے جب پہلی نظر آپ ﷺ کو دیکھا تو مطمئن ہو گئے کہ واقعی یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ خدمت نبوی ﷺ میں پہنچتے ہی حضرت ابوذر ؓ نے عرض کیا بتایئے اسلام کیا ہے؟ نبی ﷺ نے اسلام کی کچھ باتیں ایسے موثر انداز سے بیان کیں کہ حضرت ابوذر ؓ نے فوراً کلمہ شہادت پڑھ لیا اور مسلمان ہو گئے۔ (صحیح بخاری)

بعض روایات کے مطابق آپ کئی دن تک زمزم پر ہی گزارا کرتے رہے۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبی ﷺ سے ملاقات کا شرف بخشا اور یہ مسلمان ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: بھائی اتنے دن تم نے کیا کھایا؟ عرض کیا: اللہ

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے رسولؐ! صرف زمزم کا پانی پی کر ہی وقت گزارتا رہا ہوں۔ اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی نبی ﷺ کے پاس تھے۔ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسولؐ اگر اجازت ہو تو میں انہیں کچھ کھلاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہاں ضرور۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے گئے۔ نبی ﷺ بھی ہمراہ گئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ اور ابوذر رضی اللہ عنہ کے آگے طائف کے کچھ خشک انگور لا کر رکھ دیئے۔ قیام مکہ کے دوران حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی یہ پہلی غذا تھی جو نصیب ہوئی۔

اس کے بعد نبی ﷺ نے فرمایا:

''ابوذرؓ! تم ابھی اسلام کو چھپائے رکھو اور اپنے وطن چلے جاؤ وہاں جا کر اپنے قبیلے کو دعوت توحید دو جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر مل جائے تو پھر آ جانا۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اللہ کے رسول ﷺ! آپ مجھے اجازت دیں میں ان دشمنوں میں اسلام کا اعلان کر کے جاؤں۔ نبی ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا جوش و جذبہ دیکھ کر اجازت دے دی۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سیدھے بیت اللہ شریف میں گئے وہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ آپؓ نے بلند آواز سے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

''لوگو سن لو! اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں۔''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی زبان سے ابھی توحید و رسالت کی یہ صدا گونجی ہی تھی کہ مشرکین مکہ آپؓ پر ٹوٹ پڑے مار مار کر لہولہان کر دیا اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ آ گئے۔ تلاش حق کے مسافر کو لہولہان دیکھ کر دل بھر آیا۔ فوراً آپؓ کے اوپر گر گئے اور مشرکین سے کہا چھوڑ دو اس غریب الوطن کو کیوں مارتے ہو؟

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے کہنے پر لوگ رک گئے۔

ادھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو توحید کا ایسا نشہ چڑھا تھا کہ دوسرے دن پھر بیت اللہ شریف میں کھڑے ہو کر بلند آواز سے لوگوں کو اللہ کی توحید کی دعوت دینے لگے۔ مشرکین نے مارنا شروع کیا۔ حضرت عباسؓ نے پھر چھڑوا دیا۔ (حضرت عباسؓ ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اس لئے مشرک ان کی بات مان جاتے تھے)

تیسرے دن حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ پھر خانہ خدا میں گئے اور بلند آواز سے کلمہ شہادت پڑھ کر لوگوں کو دعوت توحید دی۔ لوگوں نے پھر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بے تحاشا مارا۔ قریب تھا کہ آپؓ کو جان سے مار دیں اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ پھر آئے اور کہا: بدبختو! یہ قبیلہ غفار کا آدمی ہے اگر تم نے اس کو مار ڈالا تو پھر یاد رکھنا کہ تمہارے تجارتی قافلے منزل مقصود تک نہ پہنچا کریں گے۔

خواہ مخواہ غفاریوں کی دشمنی کیوں مول لیتے ہو؟''

مشرکین نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی یہ باتیں سن کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو چھوڑ دیا۔ اب حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے حکم سے اپنے وطن واپس لوٹ گئے اور اپنے قبیلے کے لوگوں کو دعوت اسلام دی۔ ان کی دعوت پر آدھا قبیلہ اسی وقت مسلمان ہو گیا۔ آدھا قبیلہ کچھ عرصہ بعد دولت اسلام سے بہرہ ور ہوا۔

(۴)

ایک دن حضور نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کرامؓ کے درمیان بیٹھے تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اس وقت ان کے بال سفید ہو چکے تھے۔ انہوں نے آتے ہی بڑی محبت سے آپ کو سلام کیا (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی) رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا اور ارشاد

www.sirat-e-mustaqeem.com

فرمایا:

((ماأظلت الخضراء وما اقلت الغبراء اصدق لهجة من ابی ذر))

"آسمان کسی ایسے انسان پر سایہ فگن نہیں ہوا اور زمین نے کسی ایسے شخص کو اپنے اوپر نہیں اٹھایا جو ابوذر رضی اللہ عنہ سے زیادہ سچ بولنے والا ہو"

نبی ﷺ کو خود ابوذر رضی اللہ عنہ سے بے حد عقیدت و محبت تھی جب سارا مکہ آپ کی تکذیب کر رہا تھا سوائے چند اشخاص کے اس وقت حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے آپ کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی۔ پھر ساری زندگی آپ کی محبت کا دم بھرتے رہے۔

(۳)

۹ ہجری کو جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک پر روانہ ہوئے تو اس مشکل ترین سفر میں بھی حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں آپ رضی اللہ عنہ کا اونٹ سست پڑ گیا تو لشکر سے بہت پیچھے رہ گئے۔ آخر اونٹ سے اترے' اس کو وہیں چھوڑا اور سامان کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر پیدل ہی چل پڑے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب ایک مقام پر جا کر قیام کیا' تو دور سے ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا۔ کسی نے کہا وہ دور سے کوئی آتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا: ابوذرؓ ہوں گے۔ جب یہ قریب آئے تو لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول' یہ ابوذرؓ ہی ہیں۔

سرور عالم ﷺ نے آگے بڑھ کر خود ان کے کندھوں سے سامان اتارا اور فرمایا:

"ابوذرؓ اکیلے ہی چلتے ہیں' اکیلے ہی مریں گے اور قیامت کے دن اکیلے ہی اٹھیں گے۔"

پھر چشم فلک نے دیکھا اور کائنات کے ذرہ ذرہ نے گواہی دی کہ آپ ﷺ کی پیشین گوئی سچ نکلی۔

(۴)

رحمتہ للعلمین ﷺ جب مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو ابوذرؓ کے دل کی دنیا ویران ہو گئی۔ دل بے قرار اور اداس رہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ رحلت سے ایک یا دو دن پہلے سہارے کے ساتھ مسجد میں تشریف لے گئے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو لوگ محسن عالم ﷺ کے گرد جمع ہو گئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ بھی لوگوں کو چیرتے ہوئے اپنے خلیل ﷺ کے قریب ہونے کے لئے آگے بڑھے۔ (لوگوں سے نبی ﷺ کا گفتگو فرمانا حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کے لئے وجہ سکون بن گیا) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ابھی رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونے کی کوشش کر رہے تھے کہ نبی ﷺ کی طبیعت خراب ہو گئی۔ اور اللہ کے رسول ﷺ جلد ہی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ پھر پریشان ہو گئے۔

رسول اللہ ﷺ مسجد سے حجرہ عائشہ صدیقہؓ میں تشریف لے گئے۔ رسول اللہ ﷺ بستر پر پڑے ہوئے تھے کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا خیال آ گیا۔ نبی ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیج کر بلایا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ لمبے لمبے قدم بھرتے ہوئے اپنے خلیل حضور نبی اکرم ﷺ کی زیارت کے لئے دوڑے آئے۔ آ کر جو دیکھا تو رسول اکرم ﷺ بستر پر پڑے تھے۔ حضرت ابوذر ﷺ کا دل بھر آیا۔ والہانہ محبت سے نبی ﷺ کے اوپر جھک پڑے اور زور زور سے رونے لگے۔ رحمت عالم

www.sirat-e-mustaqeem.com

ﷺ نے محبت سے ابوذر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے جسم اطہر سے چمٹا لیا اور خود بھی رونے لگے۔

یہ بڑا ہی رقت انگیز منظر تھا جس کو دیکھ کر آپ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب بھی رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو تسلی دی۔ اس کے تھوڑا عرصہ بعد رسول اللہ ﷺ نے اس جہان فانی کو چھوڑ دیا۔ اور اپنے خالق سے جا ملے۔

(ملخص صحاح ستہ)

ooo

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سمیہؓ کی بے بسی دیکھی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے

رسول اللہ ﷺ نے جب اعلان نبوت فرمایا اور آپ کی پاک تعلیم حضرت سمیہؓ کے کانوں تک پہنچی تو یہ اپنے شوہر اور بیٹوں کے ساتھ داخل اسلام ہو گئیں۔ کفار نے (روز بروز مسلمانوں کی اس بڑھتی ہوئی تعداد کو دبانے کے لئے مسلمانوں پر بے تحاشا ظلم وستم ڈھانے شروع کر دیئے بلا تخصیص مرد و عورت ہر کلمہ گو کے خون کے پیاسے بن گئے۔) ابتدائے ایام اسلام میں حضرت سمیہؓ جب برملا اپنے اسلام لانے کا اظہار کیا تو ایک دن کفار نے اس ضعیف العمر خاتون کو لوہے کی زرہ پہنا کر چلچلاتی ہوئی دھوپ میں گرم زمین پر ڈال دیا۔ (اتفاق سے) رسول اکرم ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو حضرت سمیہؓ کی یہ بے بسی دیکھ کر آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ زبان اقدس سے ارشاد فرمایا:

"سمیہ! صبر کرو، تمہارا ٹھکانا جنت ہے"

ایک روز رحمت عالم ﷺ نے ان کو اور ان کے شوہر یاسرؓ اور ان کے بیٹے عمارؓ کو کفار کے ہاتھوں عذاب سہتے دیکھ کر فرمایا:

((اصبروا یا آل یاسر فان موعدکم الجنة))

"آل یاسرؓ! صبر کرو، تمہارا مقام جنت ہے"

ملعون ابوجہل اور اس کے ساتھی ان مظلوموں کو مارتے اور کہتے کہ محمد (ﷺ) کا دین قبول کرنے کا مزہ چکھو۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک روز ابوجہل نے حضرت سمیہ کو شرک کرنے پر بہت زور دیا مگر انہوں نے توحید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ابوجہل ملعون نے آپؓ کی اندام نہانی میں نیزہ مارا اور آپ کو جان سے مار ڈالا۔ حضرت سمیہؓ پہلی خاتون ہیں جو اسلام کے لئے شہید کی گئیں۔

رضی اللہ عنہا

(مدارج النبوۃ)

حضور ﷺ نے فرمایا: اے مکہ اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو اللہ کی قسم، میں کبھی بھی نہ جاتا

جب اکثر صحابہ کرام مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور مکہ مکرمہ میں مشہور صحابہ کرامؓ میں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ باقی رہ گئے تو کفار مکہ نے اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے دارالندوہ میں جمع ہو کر یہ فیصلہ کیا کہ اب محمد ﷺ کو قتل کرنے کا اچھا موقع ہے۔ بہت سے لوگوں نے مختلف تجاویز پیش کیں آخر ابوجہل کی اس تجویز کا سب نے خیر مقدم کیا کہ ہر قبیلے کا ایک ایک بہادر آج رات محمد ﷺ کے گھر کا گھیراؤ کرے اور جب صبح محمد (ﷺ) نماز کے لئے گھر سے نکلیں تو یکبارگی حملہ کر کے آپ کو قتل کر دیا جائے۔

ادھر نبی ﷺ کو قریش کے اس ارادے کی خبر ہو گئی۔ تو آپؐ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر فرمایا:

"مجھے ہجرت کا حکم مل چکا ہے میں آج رات مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ تم میرے بستر پر چادر اوڑھ کر سو رہو۔ صبح کو میرے پاس رکھی ہوئی لوگوں کی امانتیں واپس کر کے مدینہ چلے آنا اس کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ساتھ چلنے کا فرمایا۔ جب رات کا سناٹا چھا گیا اور کفار نے رسول اللہ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو رسول اللہ ﷺ طے شدہ پروگرام کے مطابق کفار کا محاصرہ توڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں سورۃ یٰسین کی تلاوت کرتے ہوئے نکلے۔ مکہ مکرمہ چھوڑتے وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔ پھر پرنم آنکھوں سے بیت اللہ شریف کی زیارت کی اور فرمایا:

www.sirat-e-mustaqeem.com

"بیت اللہ تجھے چھوڑ کر جانے کو دل تو نہیں چاہتا لیکن کیا کروں تیرے باسیوں نے مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور کر دیا ہے"

حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ سے یہ الفاظ بھی مروی ہیں کہ:

"(اے مکہ) اللہ کی قسم! تو اللہ کی زمین کا سب سے بہترین ٹکڑا ہے اور میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب (بخدا) اگر مجھے نکالا نہ جاتا تو میں کبھی یہاں سے نہ جاتا۔"

آخر نبی کریم ﷺ نے مکہ چھوڑا اور غار ثور میں تین روز قیام کے بعد مدینہ منورہ روانہ ہو گئے۔

رحمت عالم ﷺ کے آنسوؤں سے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار تر ہو گئے

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے اس وقت اسلام قبول کیا کہ جب اسلام لانا تلوار کی دھار پر چلنے کے مترادف تھا۔ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ رحمت عالم ﷺ کے جلیل القدر صحابی ہیں انہوں نے ایام جاہلیت میں ہی شراب کو چھوڑ دیا تھا۔ کسی نے ترک شراب کی وجہ پوچھی تو فرمایا میں ایسا کام کیوں کروں جس سے اپنی عقل کھو بیٹھوں۔ اور ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو اپنے اوپر ہنسنے کا موقع دوں اور بیٹی و بہن کی تمیز سے بھی جاتا رہوں۔ یہ بزرگ بہت شریف اور درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ انہوں نے جب قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ سنی تو اسلام کے گرویدہ ہو گئے۔

﴿ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتای ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یعظکم لعلکم تذکرون﴾

"بلاشبہ اللہ تعالیٰ عدل کا اور حسن سلوک اور اہل قرابت کو دیتے رہنے کا حکم دیتا ہے اور مطلق برائی سے اور ظلم سے ممانعت کرتا ہے وہ تمہیں یہ نصیحت دیتا ہے اس لئے کہ تم نصیحت قبول کرو۔"

۱

ایک مرتبہ نبی ﷺ ایک خطاب میں صرف عذاب الٰہی سے ہی خوف دلاتے رہے تو یہ بزرگ بھی ان دس صحابہ کرام میں سے تھے جو رہبانیت کے لئے تیار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب علم ہوا تو ان کو بلا کر فرمایا: "یہ تم نے کیا

www.sirat-e-mustaqeem.com

کیا؟"

انہوں نے عرض کیا میں نے یہ عیش (عورت سے علیحدہ رہنا) خدا کی رضا کے لئے چھوڑ دی ہے تا کہ پوری طرح یکسو ہو کر خدا کی عبادت کر سکوں بلکہ میرا تو ارادہ ہے کہ میں خود کو مردانہ صفات سے ہی محروم کر لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تجھے اللہ کی قسم ایسا ہرگز نہ کرنا۔ (چنانچہ آپؐ کے ارشاد پر انہوں نے عمل کیا)

۳

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ نے ہجرت حبشہ اور مدینہ کا شرف حاصل کیا تھا۔ بدر میں بھی حاضر ہوئے تھے۔ قیام مدینہ کے ۲۲ ماہ کے بعد آپؓ کا انتقال ہوا۔ مہاجرین میں سے یہ پہلے بزرگ تھے جو مدینہ میں فوت ہوئے اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ غسل و کفن کے بعد رسول اکرم ﷺ نے ان کی پیشانی کو بار بار چوما اور زار و قطار رونے لگے۔ آپؐ کے آنسوؤں سے عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے رخسار تر ہو گئے۔

رضی اللہ عنہ

❀❀❀❀

رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد سن کر (رقیہؓ، عثمانؓ جا چکے اب تم بھی اسے جا ملو) عورتوں میں کہرام مچ گیا

۱

حضرت رقیہؓ نبی کریم ﷺ کی دوسری صاحبزادی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر مبارک ۳۳ سال کی ہوئی تو حضرت رقیہؓ سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ یہ اپنی بہن حضرت زینبؓ سے تین سال چھوٹی تھیں۔ ان کا پہلا نکاح ابولہب کے اپنے بیٹے عتبہ سے ہوا تھا۔ جب سورت تبت یدا ابی لھب نازل ہوئی تو ابولہب نے اپنے بیٹوں عتبہ (جس سے حضرت رقیہؓ منسوب تھیں) اور عتیبہ (جس سے حضرت ام کلثومؓ منسوب تھیں) سے کہا کہ اگر تم محمد (ﷺ) کی بیٹیوں کو طلاق نہیں دیتے تو میرے لئے تم سے ملنا حرام ہے۔ (اصابہ)

چنانچہ دونوں نے بدبخت باپ کے اکسانے پر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیوں کو طلاق دے دی۔ اس واقعہ کے کچھ عرصہ بعد جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دی۔

۲

کفار مکہ نے جب مسلمانوں پر ظلم و ستم کی انتہا کر دی تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی۔ مسلمان جب حبشہ چلے تو حضرت

www.sirat-e-mustaqeem.com

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ بھی حضرت رقیہؓ کو ساتھ لے کر حبشہ چلے گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو ان کی ہجرت کا علم ہوا تو ارشاد فرمایا:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے بعد یہ پہلا جوڑا ہے جنہوں نے راہ خدا میں ہجرت کی۔''

سرزمین حبشہ پر کچھ عرصہ تک قیام کے بعد یہ واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے یہاں جب کفار کی بدسلوکیاں زیادہ ہی بڑھ گئیں تو پھر واپس حبشہ چلے گئے۔ ایک عرصہ تک جب رسول اللہ ﷺ کو ان کی کوئی خبر نہ آئی تو آپؐ بہت مغموم ہوئے ایک روز کسی عورت نے آ کر خبر دی کہ میں نے حضرت رقیہؓ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بچشم خود بخیریت دیکھا ہے تو نبی اکرم ﷺ کو تسکین ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ کی ہجرت مدینہ سے کچھ پہلے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ یہ بھی مکہ تشریف لائے۔ یہاں چند روز قیام کے بعد آپؐ کی اجازت سے پھر مدینہ طیبہ ہجرت کر گئے اس کے چند دن بعد ہی نبی ﷺ بھی مدینہ تشریف لے گئے۔

۳

۲ھ کو جب معرکہ بدر پیش آیا تو اس وقت حضرت رقیہؓ چیچک کے مرض میں صاحب فراش تھیں۔ نبی ﷺ نے بدر روانگی سے پہلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا: تم رقیہؓ کی خبر گیری کے لئے مدینہ ہی ٹھہرو تمہیں اس کی تیمارداری کی وجہ سے جہاد میں شامل ہونے کا ثواب ملے گا اور مال غنیمت سے حصہ بھی۔ رسول اللہ ﷺ بدر میں ہی تھے کہ حضرت رقیہؓ خالق حقیقی سے جا ملیں۔ (یہ عجیب اتفاق تھا کہ ادھر مسلمان سرور عالم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کو قبر میں اتار کر اوپر مٹی ڈال رہے تھے۔ ادھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ فتح بدر کی

بشارت لے کر مدینہ میں داخل ہو رہے تھے)

جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت رقیہؓ کو وفات کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بہت غم زدہ ہوئے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر جب آپؐ واپس مدینہ تشریف لائے تو حضرت رقیہؓ کی قبر پر تشریف لے گئے۔ سر قبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

''عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ جا چکے ہیں۔ رقیہؓ اب تم بھی ان سے جا ملو۔''

رسول اللہ کا یہ ارشاد سن کر عورتوں میں کہرام مچ گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عورتوں کو یوں روتے دیکھ کر خاموش نہ رہ سکے فوراً انہیں منع کیا۔ رحمت عالم ﷺ نے فرمایا:

''عمرؓ انہیں رونے دو دل اور آنکھ کے رونے میں تو کوئی حرج نہیں''

ہاں نوحہ و بین نہیں چاہیے حضرت فاطمہؓ تشریف لائیں تو بہن رقیہؓ کی قبر کے پاس بیٹھ کر رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنی مبارک چادر کے کنارے سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی ام کلثومؓ کی قبر پر

۱

حضرت ام کلثومؓ رسول اللہ ﷺ کی تیسری بیٹی تھیں ۔۳ ہجری میں ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ حضرت رقیہؓ کی وفات کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا کر ارشاد فرمایا:

’’عثمانؓ! یہ جبریل علیہ السلام ہیں اور میری طرف اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے ہیں کہ میں اپنی دوسری بیٹی کا نکاح تم سے کر دوں۔‘‘ (حاکم...... ازالۃ الخفاء)

۲

جن دنوں حضرت رقیہؓ نے وفات پائی انہی دنوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی دختر حضرت حفصہؓ بھی بیوہ ہو گئی تھیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اپنی بیٹی کے نکاح کی بات کی' مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہ مانے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اس انکار کا بہت صدمہ ہوا۔

ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہونے والی گفتگو کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمرؓ! تم فکر نہ کرو' عثمانؓ کو حفصہؓ سے بہتر بیوی ملے گی اور حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شوہر ملے گا۔‘‘

نبی ﷺ کے اس فرمان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی سیدہ حفصہؓ کو عثمانؓ سے بہتر شوہر حضرت محمدؐ نصیب ہوئے اور ام المومنین بننے کا اعزاز نصیب ہو گیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نبی اکرم ﷺ کے جگر گوشہ حضرت ام کلثومؓ کو نکاح میں

لینے کا شرف نصیب ہو گیا۔ ۹ ہجری میں جب حضرت ام کلثومؓ کا انتقال ہوا تو تدفین کے وقت حضور ﷺ اپنے جگر گوشہ کی قبر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ خادم رسولؐ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت رسول اکرم ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ (بخاری شریف)

❀❀❀

www.sirat-e-mustaqeem.com

جب رسول اللہ ﷺ حضرت زینبؓ کو دفن کرنے لگے تو آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں

سیدہ زینب ؓ جس وقت پیدا ہوئیں تو اس وقت نبی ﷺ کی عمر مبارک تیس سال تھی۔ ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت ابو العاص بن ربیع ؓ سے ہوا تھا۔ حضرت ابو العاص ؓ کی والدہ حضرت ہالہ ؓ بنت خویلد حضرت خدیجہ ؓ کی سگی بہن تھیں۔ یہ نکاح حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ کے سامنے ہوا تھا حضرت زینب ؓ اپنی والدہ ؓ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہو گئی تھیں مگر ابو العاص ؓ کا اسلام تاخیر میں رہا۔ جنگ بدر میں حضرت ابو العاص قریش کی جانب تھے۔ ان کو عبداللہ ؓ بن جبیر بن نعمان انصاری نے اسیر کیا تھا۔ سیدہ زینب ؓ نے ان کی رہائی کے لئے فدیہ میں اپنا وہ ہار بھیجا جو حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ نے بیٹی کو جہیز میں دیا تھا۔

ابتدائے ایام اسلام میں کفار مکہ نے حضرت ابو العاص بن ربیع ؓ کو بہت اکسایا کہ وہ حضرت زینب ؓ کو طلاق دے دیں مگر آپؓ نے ہمیشہ انکار ہی کیا۔ ایک موقع پر نبی ﷺ نے حضرت ابو العاص بن ربیع ؓ کے اس فعل کی توصیف شکر گزاری کے ساتھ فرمائی تھی۔ حضرت ابو العاص ؓ نے بدر سے رہائی پاتے وقت نبی ﷺ سے وعدہ کیا کہ حضرت زینب ؓ کو ہجرت کی اجازت دے دوں گا۔ چنانچہ سیدہ زینب ؓ ہجرت کر کے اپنے والد مکرم حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں پہنچ گئیں۔

سفر ہجرت میں سیدہ زینب ؓ کی مزاحمت اجبار بن اسود نے نیزہ تان کر

کی تھی۔ اس صدمہ سے سیدہ ؓ کا حمل ساقط ہو گیا تھا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (اجبارؓ بن الاسود فتح مکہ کے بعد مسلمان ہو گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا جرم معاف کر دیا تھا)

نبی ﷺ نے سیدہ زینب ؓ کی منقبت میں فرمایا ہے:

((ھی افضل بناتی اصیبت فی))

"یہ میری بیٹیوں میں افضل ہے میرے لئے اسے مصیبت پہنچی۔"

حضرت ابو العاص ؓ کو سیدہ زینب ؓ سے بہت محبت تھی۔ ابو العاصؓ ۶ ہجری میں تجارت کے لئے شام گئے تھے اس وقت قبیلہ قریش مسلمانوں کا فریق جنگ تھا۔ اس لئے حضرت ابو بصیر ؓ اور حضرت ابو جندل ؓ کے ہمراہی مسلمانوں نے جو اسلام لانے کے جرم میں قریش کی قید میں رہ چکے تھے۔ اب سرحد شام پر ایک پہاڑ پر پناہ گزیں تھے انہوں نے اس قافلہ کا تمام سامان ضبط کر لیا مگر ابو العاصؓ کو گرفتار نہ کیا حضرت ابو العاص وہاں سے سیدھے مدینہ طیبہ پہنچے۔ نماز صبح کے وقت سیدہ زینبؓ کی یہ آواز مسلمانوں کے کان میں پڑی:

((انی قد اجرت ابا العاص بن الربیع))

"میں ابو العاص بن ربیع ؓ کو پناہ دیتی ہوں۔"

یہ آواز اس وقت سنی گئی جب مسلمان نماز میں داخل ہو چکے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

"لوگو تم نے بھی کچھ سنا ہے جو میں نے سنا ہے"۔ سب نے عرض کیا۔ جی ہاں۔ نبی ﷺ نے فرمایا:۔

((اما والذی نفسی بیدہ ما علمت بشیء کان حتی سمعت منه معکم انه یجیر علی المسلمین ادناھم))

www.sirat-e-mustaqeem.com

"بخدا مجھے اس سے پہلے کچھ علم نہ تھا میں نے یہ آواز تمہارے ساتھ ہی سنی ہے اور پناہ دینے کا حق تو ہر ادنیٰ مسلمان کو بھی ہے۔"

یہ ارشاد فرما کر نبی ﷺ گھر بیٹی کے پاس تشریف لے گئے اور ان سے فرمایا: بیٹی ابوالعاص ؓ کو عزت سے ٹھہراؤ اور خود اس سے الگ رہنا تو اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

سیدہ زینب ؓ نے عرض کیا کہ وہ تو مال قافلہ واپس لینے آئے ہیں۔

تب نبی ﷺ نے لوگوں میں یہ تقریر فرمائی: "اس شخص کا جو تعلق ہم سے ہے وہ تم جانتے ہی ہو' تم کو اس کا جو مال ہاتھ لگ گیا ہو تو یہ داد الٰہی ہے مگر میں پسند کرتا ہوں کہ تم اس پر احسان کرو اور مال واپس کر دو' لیکن اگر تم اس سے انکار کرو گے تو میں سمجھتا ہوں کہ تم زیادہ حق دار ہو۔"

لوگوں نے سارا مال حتی کہ اونٹ کی نکیل کی رسی بھی واپس کر دی۔ حضرت ابوالعاص ؓ سارا مال لے کر واپس مکہ پہنچے اور ہر ایک شخص کی ذرہ ذرہ چیز ادا کر دی۔ پھر دریافت کیا کہ اگر کسی شخص کا کچھ میرے ذمے حساب ہو تو بتا دے۔ سب نے کہا' اللہ تجھے جزائے خیر دے تم تو وفی و کریم نکلے۔ تب حضرت ابوالعاص ؓ نے کلمہ شہادت پڑھا اور فرمایا اب تک مجھے یہی بات اسلام سے روکتا رہا کہ کوئی شخص مجھے مال لینے کا الزام نہ دے۔ اب میری ذمہ داری نہ رہی۔ خلعت اسلام سے ملبوس و مزین ہوتا ہوں اور مدینہ جا رہا ہوں حضرت ابوالعاص ؓ مدینہ پہنچے تو نبی ﷺ نے چھ سال کی مفارقت کے بعد نکاح اول پر ہی سیدہ زینب ؓ کو حضرت ابوالعاص ؓ کے گھر رخصت کر دیا۔ اس رخصتی کے بعد سیدہ زینب ؓ زیادہ عرصہ تک زندہ نہ رہیں۔ ۸ ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملیں۔ (ابن ہشام)

حضرت ام ایمن' حضرت سودہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہن نے رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے مطابق غسل دیا۔ یہ بزرگ مائیں غسل دے چکیں تو رحمت عالم ﷺ کو اطلاع دی آپ ﷺ نے اپنا تہبند اپنے جگر گوشہ کے لیے عطا فرمایا اور ارشاد فرمایا: اس کو کفن کے اندر سے پہنا دو۔ صحیح بخاری میں حضرت ام عطیہ ؓ سے روایت ہے کہ میں بھی اس غسل دینے میں شریک تھی اور رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا تھا: اے ام عطیہؓ! میری بیٹی کو اچھی طرح کفن پہنانا۔"

غسل اور کفن سے فراغت کے بعد جب نماز جنازہ کے لئے میت لائی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے خود نماز پڑھائی۔ حضرت ابوالعاص ؓ نے حضرت زینب ؓ کو قبر میں اتارا۔

ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ خود بھی قبر میں اترے تدفین کے وقت رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں اور زبان اقدس سے یہ ارشاد فرمایا کہ:

"زینبؓ میری زینب ؓ! میری سب سے اچھی بیٹی تھی جو میری محبت میں بہت ستائی گئی"۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ابن ہشام' رحمۃ للعالمین)

www.sirat-e-mustaqeem.com

سیدہ فاطمہؓ کا نکاح، رخصتی کا رقت انگیز منظر

①

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا' حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بطن سے رسول اللہ ﷺ کی سب سے چھوٹی اور چوتھی بیٹی تھیں۔ نبی ﷺ کو حضرت فاطمہؓ سے اور حضرت فاطمہؓ کو نبی ﷺ سے بہت محبت تھی۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مدینہ ہجرت فرمائی تو اس وقت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سن بلوغت کو پہنچ چکی تھیں۔ مواہب الدنیہ' مسند احمد اور حاکم میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی درخواست سب سے پہلے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے کی مگر نبی ﷺ خاموش رہے۔ بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے فرمایا: جو خدا کا حکم ہو گا۔ (دیکھا جائے گا) پھر ان دونوں بزرگوں کے ترغیب دلانے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ نکاح کی بات کرنا چاہتے تھے مگر فطری حیا مانع ہوئی تو خاموش شرماتے ہوئے آپؐ کے پاس بیٹھ گئے۔

نبی ﷺ نے خود ہی بات شروع کی: "اے علیؓ! آج تم خلاف معمول خاموش کیوں بیٹھے ہو؟

((لعلك جئت تخطب فاطمة))

"شاید کہ تم فاطمہ سے منگنی کرنا چاہتے ہو۔"

حضرت علیؓ نے عرض کیا: نعم۔ جی ہاں۔

آپؐ نے ان کی درخواست قبول فرمائی۔ اس کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم جا کر ابو بکر' عمر' عثمان' طلحہ' زبیر' رضوان اللہ علیہم اجمعین اور دیگر مہاجرین و انصار کو بلا لاؤ۔ یہ بلانے گئے۔ جب یہ حضرات تشریف لے آئے تو مجلس نکاح منعقد ہوئی رسول اللہ نے ایک انتہائی بلیغ خطبہ دیا اور پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: میں نے تمہارا نکاح فاطمہؓ بنت محمدؐ سے ۴۰۰ مثقال حق مہر کے عوض کر دیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے منظور کیا۔ پھر آپؐ نے کھجوروں کا ایک طباق منگوا کر حاضرین میں تقسیم کرنے کا حکم دیا۔

②

نبی ﷺ نے رخصتی کے وقت بیٹی کو کیا دیا؟ اگر روایات کو جمع کریں تو یہ جہیز بنتا ہے:

"ایک چارپائی' ایک چکی' ایک مشکیزہ' ایک پیالہ' دو گدے جو کھجور کے پتوں سے بھرے ہوئے تھے۔"

جب یہ سارا سامان تیار ہو چکا تو حضرت ام ایمنؓ سیدہ فاطمہؓ کو لینے آئیں رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کو فرمایا۔ میری بیٹی کو رخصتی کے لئے تیار کرو۔ یہ وقت سب کے لئے انتہائی درد و غم میں ڈوبا ہوا اور بہت ہی رقت انگیز منظر تھا۔ بالخصوص والد محمدؐ اور بیٹی فاطمہؓ کے لئے تو یہ بہت ہی درد میں ڈوبا ہوا منظر تھا۔ ہر آنکھ اشکبار تھی پھر جب ام سلمہؓ کی زبان سے عین رخصتی کے وقت یہ بات نکل گئی اے کاش آج اپنی بیٹی کی رخصتی کے وقت حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بھی زندہ ہوتیں اور وہ اپنی بیٹی کے سر پر دست شفقت رکھتیں۔ حضرت خدیجہؓ کا نام حضرت ام سلمہؓ کی زبان پر آنا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے ضبط کا بند ٹوٹ گیا۔ رحمت

www.sirat-e-mustaqeem.com

عالم ﷺ کی آنکھوں سے بارش کی طرح آنسو جاری ہو گئے۔

((فبکی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فقال خیجة و این مثل خیجة صدقتنی وارزقنی علی دین اللہ واعانتنی علیہ بمالھا))

ارشاد فرمایا: ام سلمہ تم نے صحیح کہا۔ خدیجہؓ خدیجہؓ ہی تھیں۔ اس نے میرے لئے بہت مصائب برداشت کئے۔ اس نے اپنا تمام مال میرے لئے وقف کر دیا اس نے سب سے پہلے میری نبوت کی تصدیق کی۔

کاش خدیجہؓ اس وقت زندہ ہوتیں۔ اسے دنیا سے جاتے وقت اپنی بیٹی کی بہت فکر تھی وہ حسرت سے کہا کرتی تھی کہ میں اپنی بیٹی کی شادی (شاید) نہ دیکھ سکوں۔ انہیں اس کا بہت قلق تھا کہ میں فاطمہؓ کا جہیز اپنے ہاتھوں سے نہ بنا سکوں گی۔ اسی حسرت کے ساتھ وہ رخصت ہو گئیں۔ پھر فرمایا۔ ام سلمہؓ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم تھا اور اس کو ایسے ہی منظور تھا۔ ہم اس کے حکم کے متبع ہیں۔

ادھر سیدہ فاطمہ ؓ کو بھی رخصتی کے وقت مشفق ماں کی یاد نے اتنا بے قرار کر دیا کہ آپ گھر کے ایک کونے میں بیٹھ کر اتنا روئیں کہ آپؓ کا مقدس دوپٹہ آنسوؤں سے بھیگ گیا۔ رسول اکرم ﷺ نے لخت جگر کو سینے سے لگایا اور آنسو پونچھتے ہوئے ارشاد فرمایا: بیٹی اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اور ہم سب اس کے محتاج ہیں۔ (پیاری بیٹی) رونہیں میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ فرماتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔

فداہ ابی و امی

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ حضرت فاطمہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے دیکھا کہ جسم پر بہت ہی معمولی قسم کا لباس تھا۔ اور آٹا گوندھتے

ہوئے تلاوت قرآن مجید کر رہی تھیں یہ منظر دیکھ کر جناب رسالت ماب ﷺ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں۔

رسول اللہ ﷺ مرض الموت میں مبتلا تھے سیدۃ النساء نے آپ کی یہ حالت دیکھ کر عرض کیا: آہ! کتنی تکلیف ہے میرے ابا کو۔ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا آج کے بعد تیرے باپ کی تمام تکالیف ختم ہو جائیں گی۔ چہرہ مبارک کبھی سرخ ہو جاتا تھا اور کبھی زرد' اسی حالت میں پیاری بیٹی کو بلایا' کان میں کوئی بات کہی تو یہ رو پڑیں' پھر کوئی بات کہی تو مسکرا دیں۔

ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ ؓ فرماتی ہیں میں نے پوچھا: فاطمہؓ! وہ کیا بات تھی جو نبی ﷺ نے تجھ سے کہی؟ حضرت فاطمہؓ نے عرض کی' پیاری (ماں) آپؐ نے مجھ سے فرمایا تھا کہ میں اس مرض میں فوت ہو جاؤں گا یہ سن کر میں رو پڑی۔ پھر فرمایا' بیٹی! میرے خاندان کے سب لوگوں سے پہلے تم مجھ سے ملو گی تو یہ بشارت سن کر میں خوش ہو گئی۔ باپ سے بے پناہ محبت رکھنے والی یہ بیٹی آپؐ کی وفات کے بعد بہت ہی غم زدہ رہنے لگی۔ مورخین نے لکھا ہے کہ رحمت عالم ﷺ کی وفات کے بعد کسی نے سیدہ فاطمہؓ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ نہیں دیکھی۔ آخر سیدۃ النساء آپؐ کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد جلد ہی اپنے مالک حقیقی سے جا ملی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انا للہ و انا الیہ راجعون

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ بن محمد رسول اللہ ﷺ کی وفات

۷ ہجری کو نبی ﷺ نے اطراف و اکناف کے بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط مبارک بھیجنے شروع کئے تو ان میں سے ایک خط عزیز مصر (مقوقس) کے نام بھی تھا جسے مشہور صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ لے کر گئے تھے اس نے اسلام تو قبول نہ کیا لیکن سفیر رسول اللہ ﷺ کی بڑی تعظیم وتوقیر کی جب حضرت حاطب واپس ہوئے تو اس نے دو قبطی لڑکیاں ان کے ساتھ کر دیں کہ میری طرف سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں نذر کی جائیں' ساتھ ہی ایک خط بھی آپ کی خدمت میں ارسال کیا' جس میں لکھا تھا کہ یہ دونوں لڑکیاں آپ کی خدمت میں بھیج رہا ہوں جو قبطیوں میں بڑا درجہ رکھتی ہیں یہ دو لڑکیاں حضرت ماریہ قبطیہؓ اور حضرت سیرینؓ تھیں۔ واپسی پر راستہ میں حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے یہ دونوں مسلمان ہوگئی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو حسن سیرت اور حسن صورت دونوں خوبیوں سے مزین کیا تھا۔ حضرت حاطبؓ نے ان کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت سیرینؓ کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ملک یمین میں دے دیا اور حضرت ماریہ قبطیہؓ کو اپنے حرم میں داخل کر لیا۔ ۹ ہجری میں حضرت ماریہؓ کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے ابھی ایام رضاعت بھی پورے نہ ہونے پائے تھے کہ تقریباً ۹ یا ۱۸ ماہ کی عمر میں آپ خلد بریں کو سدھارے۔ حضرت ابراہیم کے داغ مفارقت دے جانے سے حضرت ماریہؓ بے اختیار رونے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں بھی اشک بار ہوئیں۔ پھر جب

چھوٹی سی چار پائی پر جنازہ اٹھایا گیا تو حضور نبی کریم ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھائی۔ جب قبر تیار ہوگئی' تو آپ سر قبر کھڑے ہوگئے۔ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے اٹھا کر قبر میں اتارا جب حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کو قبر میں رکھا گیا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر اس عظیم صدمہ کے وقت یہ تاریخی کلمات ارشاد فرمائے:

لو لا انه امر حق ووعد صدق و ان اخرنا سياحق اولنا لحزنا عليك حزنا هو اشد من هذا وانا بك يا ابرهيم لمحزونون تبكى العين و يحزن القلب ولا نقول مايسخط الرب

''ہم جانتے ہیں کہ موت کا وعدہ حق و سچ ہے اور بلاشبہ پیچھے رہ جانے والے پہلے جانے والوں سے جاملیں گے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو ہم کو ابراہیم رضی اللہ عنہ کا غم اس سے بھی زیادہ ہوتا۔ ابراہیمؓ! تیری جدائی کی وجہ سے آنکھوں میں آنسو اور دل میں غم ہے مگر ہم کوئی ایسی بات زبان پر نہ لائیں گے جس سے رب ناراض ہو''۔ (بات وہی ہوگی جو رب کو پسند ہو)[1]

---

[1] فائدہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ستاروں کی تاثیر زمین پر پڑنے کا اعتقاد رکھتے تھے۔ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ جس دن فوت ہوئے اتفاق سے اس دن سورج کو گرہن لگ گیا۔ لوگوں کا خیال تھا کہ یہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے ہے۔ نبی ﷺ نے عین اس غم کی حالت میں بھی خطبہ دے کر اس چیز کا رد کیا کہ (ستاروں کی کیا حقیقت ہے؟) چاند سورج تو اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ یہ کسی بڑے چھوٹے کی موت پر گرہن نہیں کھاتے۔ جب تم گرہن دیکھو تو نماز پڑھو۔ (تیسیر الباری)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت زینبؓ کے بچے کی وفات پر محسن عالمؐ کے آنسو

حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا حضور نبی کریم ﷺ کی سب سے بڑی بیٹی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی عمر تیس سال کی تھی تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا' حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن سے پیدا ہوئیں۔ رسول اللہ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بہت محبت تھی۔ یہ اپنی والدہ کے ساتھ ہی داخل اسلام ہوئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ بن ربیع سے کیا تھا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بطن سے ایک بیٹا علیؓ اور ایک بیٹی امامہؓ پیدا ہوئیں۔ حضور ﷺ کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی طرح ان کے بچوں سے بھی بے حد محبت تھی۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت اسامہ بن زیدؓ (مولیٰ رسول اللہ ﷺ) سے مروی ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ محسن عالم ﷺ کی بیٹی (زینبؓ) کا خادم آیا اور عرض کیا:

اللہ کے رسولؐ! زینبؓ آپ کو بلا رہی ہے اور اس کا بچہ بستر مرگ پر ہے۔

نبی ﷺ نے فرمایا بیٹی سے کہہ دو:

((ان للہ ما اخذ ولہ ما اعطی و کل شیئی ؟ باجل مسمی فلتصبر ولتحتسب))

''بلاشبہ اللہ ہی کا ہے جو کچھ وہ واپس لے لیتا ہے یا عطا کرتا ہے اور اس کے ہاں ہر چیز کا وقت مقرر ہے پس چاہئے کہ صبر کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے۔''

خادم نے نبی ﷺ کا پیغام حضرت زینب رضی اللہ عنہا تک پہنچا دیا۔ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کو پھر پیغام بھیجا اور قسم دلائی کہ آپ ﷺ ضرور تشریف لائیں۔ (یہ سن کر) حضور نبی اکرم ﷺ چل پڑے۔ آپؐ کے ساتھ حضرت سعد بن عبادہ' حضرت معاذ بن جبل اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم بھی تھے جب بچہ نبی ﷺ کو دکھایا گیا تو وہ اس وقت دم توڑ رہا تھا اور سسکیاں بھر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے بچے کو گود میں لیا تو رسول اکرم ﷺ کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو جاری ہو گئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے جب آپؐ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تعجب سے پوچھا اللہ کے رسولؐ یہ کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ رحم دلی ہے۔

اللہ تعالیٰ انہی بندوں پر رحمت کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کرتے ہیں۔

(بخاری)

www.sirat-e-mustaqeem.com

چھ سالہ بچی نے آپ کی وفات کے بعد سینہ مبارک پر سر رکھ دیا اور زار و قطار رونے لگی

یہ وہ عظیم بچی تھی جس کے نانا رسول اللہ ﷺ اور نانی ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ ؓ ہیں۔ باپ حضرت علی المرتضیٰ اور ماں سیدۃ النساء ہیں۔ چچا حضرت جعفر طیار اور بھائی حضرت حسن و حسین ہیں۔ (رضی اللہ عنہم)

۱۱ ہجری اور ۱۲ ربیع الاول کے دن آپ کی تکلیف بڑھی تو حضرت فاطمہ ؓ کو حکم دیا کہ اپنے بچوں کو میرے پاس لاؤ حضرت فاطمہ ؓ نے ابا جان ﷺ کے حکم کی تعمیل کی۔ بچوں نے نانا کی بے چینی و بے قراری دیکھی تو بے اختیار رونے لگے۔ ان میں سے ایک چھ سالہ بچی نے تو نانا کو یوں کرب کی حالت میں بستر پر لیٹے دیکھا تو اتنی غمزدہ ہوئی کہ آپ کے سینہ مبارک پر اپنا سر رکھ کر سسکیاں بھرنے لگی اور رو رو کر ہچکی بندھ گئی۔ شفیق نانا نے اس پیاری بچی کی پیشانی چومی اور دست شفقت سر پر پھیر کر دلاسہ دیا۔ یہ وہی بچی تھی کہ جس کی پیدائش کے وقت نبی ﷺ مدینہ میں موجود نہیں تھے۔ جب واپس مدینہ تشریف لائے تو سیدۃ النساء حضرت فاطمہ ؓ کے گھر تشریف لے گئے نبی ﷺ نے اس بچی کو گود میں اٹھایا اور بہت دیر تک روتے رہے۔ پھر دہن مبارک میں کھجور چبائی اور لب مبارک بچی کے منہ میں ڈالا پھر اس بچی کا نام زینب ؓ تجویز کیا اور فرمایا کہ یہ ہم شبیہ خدیجہ ؓ ہے۔ بعد میں اس بچی کی کنیت ام المصائب مشہور ہوئی۔

رحمۃ للعالمین ﷺ فاطمہ بنت اسد ؓ کی قبر میں لیٹ گئے باہر نکلے تو آنسو جاری تھے اور ریش مبارک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی

رسول اللہ ﷺ کو مدینہ طیبہ میں آئے ہوئے ابھی چار پانچ سال گزرے ہوں گے کہ ایک روز ایک اندوہناک خبر سن کر رحمت عالم ﷺ بے تاب ہو گئے اور آپ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو جاری ہو گئے۔

یہ خبر حضرت فاطمہ بنت اسد ؓ کی وفات کی تھی۔ آپ فوراً اٹھے اور میت والے گھر تشریف لے گئے۔ میت کے سرہانے کھڑے ہو کر سخت غم کی حالت میں فرمایا: "اے میری ماں اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے آپ میری ماں کے بعد ماں تھیں۔ آپ خود بھوکی رہ کر مجھ کو کھلاتی تھیں۔ آپ کو خود لباس کی ضرورت ہوتی تھی مگر مجھے پہناتی تھیں۔ پھر نبی رحمت ﷺ نے اپنی مقدس قمیص گھر والوں کو دی (اور فرمایا کہ میری ماں کو) میری قمیض کا کفن پہناؤ۔" اس کے بعد آپ نے حضرت اسامہ بن زید بن حارثہ ؓ اور حضرت ابو ایوب انصاری ؓ کو ارشاد فرمایا کہ جنت البقیع میں جا کر قبر کھودو۔ جب قبر کا اوپر کا حصہ کھودا جا چکا تو رحمت عالم ﷺ خود قبر میں اترے اور لحد خود کھودی اور اپنے دست مبارک سے مٹی باہر نکالی۔ جب قبر تیار ہو گئی تو رسول اللہ ﷺ قبر میں لیٹ گئے اور دعا مانگی: "الٰہی میری ماں کی مغفرت فرما' اور (اس قبر کو) ان کے لئے وسیع کر دے۔" جب دعا مانگ کر رسول اللہ ﷺ قبر سے نکلے تو سخت غم کی وجہ سے ڈاڑھی مبارک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر رخساروں کو تر کر رہے تھے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

یہ بزرگ خاتون قریش کے رئیس ہاشم بن عبد مناف کی پوتی، عبدالمطلب کی بھتیجی اور بہو، عم رسول ابو طالب کی زوجہ اور رحمت عالم ﷺ کی چچی، حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ اور خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ، حضرت فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا تھیں۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

نبی ﷺ کو حضرت حمزہ اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو نبی ﷺ سے بے حد محبت تھی۔ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ کے دودھ شریک بھائی اور چچا تھے۔

نبوت کے چھٹے برس کا ذکر ہے کہ نبی ﷺ کوہ صفا پر بیٹھے ہوئے تھے، ابوجہل وہاں پہنچ گیا۔ اس نے آتے ہی پہلے آپ کو گالیاں دیں اور جب آپ گالیاں سن کر خاموش رہے تو اس نے ایک پتھر اٹھا کر نبی ﷺ کے سر مبارک پر دے مارا جس سے سید الانبیاء ﷺ کے سر اقدس سے خون بہنے لگا۔ جب اس کی خبر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو ملی تو یہ قرابت کے جوش میں ابوجہل سے انتقام لینے کے لئے اس کے پاس پہنچے۔ جاتے ہی کمان زور سے اس کے سر پر دے ماری۔

ابوجہل اس سے بری طرح زخمی ہو گیا۔ حضرت حمزہؓ یہاں سے ہٹ کر سیدھے نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا بھتیجے! خوش ہو جاؤ۔ میں نے ابوجہل سے تمہارا بدلہ لے لیا ہے۔ رحمت للعالمین ﷺ نے فرمایا: چچا جان میں ایسی باتوں سے خوش نہیں ہوا کرتا۔ مجھے اگر خوش کرنا ہے تو مسلمان ہو جایئے۔ آپؓ نے اسی وقت اسلام قبول کر لیا۔ پھر اس کے بعد زندگی بھر اسلام کی سربلندی کے لئے کوشاں رہے۔ مکہ سے نبوت کے تیرھویں سال تمام صحابہ ہجرت کر کے مدینہ چلے تو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بھی حفاظت ایمان کی خاطر مکہ مکرمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ چلے آئے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

غزوہ بدر

۲ ہجری میں جب غزوہ بدر پیش آیا اور دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو کفار کی طرف سے ان کا سردار عتبہ اور اس کا بھائی شیبہ اور بیٹا ولید میدان جنگ میں نکلے یہ تینوں فنون حرب کے استاد مانے جاتے تھے۔ ان کے مقابلے میں انصاری جوان آئے تو قریش نے کہا ہمارے مقابلہ میں قریشی بہادر ہی آئیں تب نبی ﷺ نے حکم دیا ''حمزہؓ تم نکلو' علیؓ تم نکلو' عبیدہؓ تم نکلو۔'' حضور ﷺ کا ارشاد سنتے ہی یہ جانثار شیروں کی طرح کفار کے مقابلہ میں نکلے۔ حضرت حمزہ ؓ نے پہلے ہی وار میں عتبہ کا کام تمام کردیا۔ حضرت علیؓ نے ولید کو واصل جہنم کیا۔ حضرت عبیدہؓ اور شیبہ کے درمیان دیر تک مقابلہ ہوتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت عبیدہؓ زخمی ہو گئے مگر شیبہ بھی زندہ نہ بچ سکا۔

آخر گھمسان کا رن پڑا اور دونوں جماعتیں ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔ حضرت حمزہ ؓ جدھر کا بھی رخ کرتے گاجر مولی کی طرح کفار کو کاٹ کاٹ کر گراتے جاتے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور کفار بری طرح شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

جنگ احد

غزوہ بدر کی شکست کا انتقام لینے کے لئے کفار قریش شوال ۳ ہجری کو جب پانچ ہزار بہادروں کا لشکر لے کر مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کے لئے مکہ سے چلے تو نبی ﷺ نے اپنے جاں نثاروں سے مشورہ کیا۔ آپ کی رائے یہ تھی کہ مدینہ میں رہ

کر مدافعت کی جائے۔ اکابر مہاجرین اور انصار نے بھی اس کی تائید کی مگر بہت سے جوشیلے نوجوان یہ کہنے لگے کہ ہم مدینہ سے باہر کھلے میدان میں زندگی کے آخری سانس تک کفر و شرک کے ان طوفانوں سے ٹکرائیں گے۔ (چنانچہ) جبل احد پر یہ مقابلہ ہوا۔

جنگ کے شروع میں اہل اسلام کا پلہ بھاری رہا اور کفار شکست کھا کر مرنے اور بھاگنے لگے۔ مگر عین اس وقت مسلمانوں کے ایک دستہ سے آپ ﷺ کے صرف ایک حکم کی خلاف ورزی ہوئی تو جنگ کا پانسہ پلٹ گیا۔ (وہ یہ کہ ایک درہ پر جہاں سے یہ خطرہ تھا کہ کفار کا ادھر سے حملہ ہمارے لئے نقصان دہ ہوسکتا ہے۔ اس مقام پر نبی ﷺ نے حضرت عبداللہ بن جبیر ؓ کی قیادت میں پچاس صحابہ کرام کا ایک دستہ یہاں متعین کیا اور انہیں ارشاد فرمایا کہ ہمیں فتح ہو یا شکست تم نے یہ درہ نہیں چھوڑنا۔ خواہ تم یہ دیکھو کہ ہماری لاشوں کو پرندے نوچ رہے ہیں تم نے کسی حال میں بھی درہ کو نہیں چھوڑنا)

جب اہل اسلام کو فتح ہوئی تو یہ مال غنیمت جمع کرنے لگے تو حضرت عبداللہ ؓ کے تیرانداز ساتھی بھی رسول اللہ ﷺ کا حکم بھلا کر (سوائے چند) کے مال جمع کرنے لگے۔ درہ پر چند آدمیوں کو دیکھ کر حضرت خالد بن ولید کی جنگی حس بیدار ہوئی اور یہ فوراً ایک دستہ لے کر اس درہ کے راستے مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے۔ ان کے پیچھے عکرمہ بھی آپہنچے۔ جب عقب سے مسلمانوں پر پوری قوت سے حملہ ہوا تو ان کے قدم اکھڑ گئے۔ اور ستر (۷۰) جلیل القدر صحابہؓ کے ساتھ عم رسول حضرت حمزہ ؓ بھی شہید ہوگئے حضرت حمزہؓ کو جبیر بن مطعم کے غلام فنون حرب کے ماہر وحشی نے ہندہ کے بھڑکانے پر شہید کیا۔ حضرت حمزہ ؓ غزوہ احد میں بھی بڑی بہادری کے ساتھ لڑرہے تھے کہ وحشی آپؓ کی تاک میں چھپ کر

www.sirat-e-mustaqeem.com

بیٹھا تھا جب آپؓ اس کے پاس سے گزرنے لگے تو اس نے پوری قوت کے ساتھ ایسا سخت وار کیا کہ آپؓ فوراً خاک وخون میں تڑپ گئے (فتح مکہ کے دن حضرت وحشی ؓ مسلمان ہو گئے اور رحمت عالم ﷺ نے ان کا جرم معاف کر دیا تھا) دشمنوں نے آپؓ کا جگر نکالا۔ کان ناک کاٹے۔ چہرے کو بگاڑا۔ پیٹ چاک کر کے لاش کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ہندہ نے آپؓ کا جگر چبانا چاہا' لیکن نگل نہ سکی تو اگل دیا۔

نبی کریم ﷺ جب شفیق چچا کی لاش پر پہنچے تو دل بھر آیا صحابہؓ کہتے ہیں اس دن رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں کا نم اور دل کا غم ایسا تھا کہ ہم نے کبھی آپ پر ایسی حالت نہ دیکھی۔ اس اثناء میں حضرت حمزہ ؓ کی حقیقی بہن' رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی کو اپنے محبوب اور شجاع بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو یہ لاش دیکھنے کے لئے آئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صفیہ ؓ کو میدان جنگ کی طرف آتے ہوئے دیکھا تو ان کے ثابت قدم فرزند حضرت زبیر ؓ کو پاس بلا کر ارشاد فرمایا کہ صفیہؓ اپنے بھائی حضرت حمزہ ؓ کی لاش کو دیکھنے نہ پائیں۔ (آپ کا خیال تھا کہ جب صفیہؓ اپنے محبوب اور شجاع بھائی کی لاش کو یوں جگہ جگہ سے کٹا ہوا دیکھے گی تو صبر نہ ہو سکے گا) حضرت زبیر ؓ نے آگے بڑھ کر ماں سے عرض کیا: ''اماں جان آپ لاش کے قریب نہ آئیں''۔ حضرت صفیہؓ یہ بات سمجھ گئیں اور فرمایا مجھے علم ہے کہ کہ میرے بھائی کی لاش بگاڑی گئی ہے۔ واللہ مجھے یہ پسند نہیں مگر میں صبر سے کام لوں گی۔ نبی ﷺ جب پھوپھی صفیہؓ کے جذبات سے آگاہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت صفیہ ؓ کو لاش دیکھنے کی اجازت دے دی۔ حضرت صفیہؓ جب لاش کے پاس آئیں اور بھائی کی لاش کو جگہ جگہ سے کٹا ہوا اور جسم کے ٹکڑوں کو پھٹا ہوا اور بکھرا ہوا دیکھا تو آنکھیں اشک آلودہ ہو گئیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جب حضرت صفیہ ؓ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو رحمت عالم ﷺ ضبط نہ کر سکے آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔

پھر جب لاشوں کو کفنایا گیا تو حضرت حمزہ ؓ کو جو کفن میسر آیا وہ ایک چھوٹی سے پرانی چادر تھی۔ اگر اس سے سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں کی طرف کھینچا جاتا تو سر ننگا ہو جاتا۔ یہ رقت انگیز منظر دیکھ کر صحابہؓ رو پڑے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میرے چچا کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ آخر اسی کفن میں حضرت حمزہؓ حضرت عبداللہؓ کے ساتھ قبر میں اتارے گئے۔

ا۔ حضرت خباب بن ارت ؓ قدیم الاسلام صحابی ہیں ان کے مسلمان ہونے کی وجہ سے ان کی بے رحم مالکہ لوہے کی گرم سلاخوں سے ان کے جسم کو داغتی غلام ہونے کی وجہ سے ان کا کوئی حامی و مددگار نہ تھا۔ دہکتے ہوئے انگاروں پر ان کو برہنہ پیٹھ لٹا کر سینہ پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ یہ بزرگ صحابی غزوہ احد سے تقریباً ۲۷ سال بعد مرض الموت میں مبتلا تھے تو ان کے پسند کرنے کے لئے عمدہ کپڑا کفن کے لئے لایا گیا۔ اس کو دیکھنا ہی تھا کہ آپ زار و قطار رونے لگے۔ (کچھ سنبھلے تو فرمایا) مجھے غربت افلاس کا وہ وقت یاد ہے کہ جب نبی ﷺ اور میرے پاس ایک درہم بھی نہ ہوتا تھا۔ آج گھر کے ایک کونے میں چالیس ہزار درہم پڑے ہوئے ہیں اور میرے لئے عمدہ کفن لایا گیا ہے جب کہ حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہ ؓ کو تو ایک چھوٹی سی پرانی چادر میسر آئی تھی۔ اس سے اگر سر ڈھانپتے تو پاؤں کھل جاتے تھے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

ب۔ حضرت عبدالرحمان بن عوف ؓ عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ جب مدینہ تشریف لائے تو سر پر سامان رکھ کر بیچا کرتے تھے۔ پھر نبی ﷺ کی دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے غنی کر دیا۔ یہ بزرگ صحابی ساری زندگی حضرت حمزہ ؓ کے کفن والے رقت انگیز منظر کو نہ بھول سکے۔
ایک روز آپ روزہ سے تھے جب افطاری کا وقت ہوا تو سامنے بہترین کھانا پڑا تھا اس کو دیکھا تو دل ایسا پلٹا کہ اسلام کے غربت و افلاس والے دن اور احد کے شہداء کے کفنانے کا منظر آنکھوں کے سامنے گھوم گیا اور فرمانے لگے (مبلغ اسلام) مصعب بن عمیر ؓ شہید ہوئے تو کفن کا پورا کپڑا میسر نہ ہوا۔ یہ فرما کر زار و قطار رونے لگے۔ اور آپ پر اتنی رقت طاری ہوئی کہ کھانا نہ کھایا۔ (مشکوٰۃ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ مکہ کے امیر ترین گھرانے کے چشم و چراغ اور والدین کے بڑے ہی لاڈلے بیٹے تھے۔ آپ کے والدین کی ہر وقت یہ خواہش ہوتی تھی کہ ہمارے بیٹے سے بڑھ کر کسی کی اچھی خوش بو اور اچھا لباس نہ ہو جب یہ کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر نکلتے تو آگے پیچھے نوکروں اور خدام کی ایک جماعت ساتھ ہوتی۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

((ما رایت بمکة احسن لمة ولا ارق حلة ولا انعم نعمة من مصعب بن عمیر))

''میں نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جیسا خوبصورت زلفوں والا' خوش لباس اور نازونعم والا کوئی نہیں دیکھا''

اللہ تعالیٰ نے حضرت مصعبؓ کو فطرت سلیمہ سے نوازا تھا۔ جب آپ کے کان رسول اللہ ﷺ کی مقدس تعلیم سے شناسا ہوئے تو ایک دن دار ارقم میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ کچھ عرصہ تک والدین کے خوف سے اسلام کو اپنے سینہ میں چھپائے رکھا۔ ایک دن عثمان بن طلحہ نے ان کو نماز پڑھتے دیکھ لیا اور جا کر آپ کے والدین کو خبر کر دی کہ مصعبؓ تو بے دین ہو گیا ہے۔

حضرت مصعبؓ کے اسلام لانے کا سننا ہی تھا کہ والدین اور قوم کے سب لوگ بگڑ گئے اور آپؓ کو مقید کر دیا گیا۔ نازونعمت میں پلنے والے اس جوان کے لئے جینے کی راہیں تنگ کر دیں۔ اب اس لباس کی جگہ کہ جس کو بڑے بڑے روسا

بصد حسرت دیکھتے تھے ایک کھردرے کمبل نے لے لی۔ اور وہ جسم جو پھولوں کی سیج پر لیٹتا تھا اس پر تازہ کھجور کی چھڑیوں سے ضربیں لگائی جانے لگیں۔ نبی ﷺ نے جب حضرت مصعبؓ کو اس حالت میں دیکھا تو آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قریش کی طرف سے جب اپنے صحابہؓ پر دن بدن ظلم و ستم بڑھتا دیکھا تو ہجرت حبشہ کی اجازت دے دی کہ جو چاہے اپنے جان و ایمان کو بچانے کے لئے حبشہ چلا جائے جب مسلمان حبشہ ہجرت کر گئے تو حضرت مصعبؓ بھی طوق و سلاسل سے کسی طرح رہائی پانے میں کامیاب ہو کر حبشہ چلے گئے کچھ عرصہ حبشہ قیام کرنے کے بعد واپس مکہ مکرمہ لوٹ آئے۔

نبی ﷺ نے بیعت عقبہ ثانیہ کے موقع پر حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو معلم قرآن اور مبلغ اسلام بنا کر یثرب سے آئے ہوئے لوگوں کے ساتھ بھیج دیا۔ آپ مدینہ میں حضرت اسعد بن زرارہ کے گھر فروکش ہوئے یہاں ان دونوں بزرگوں نے مل کر تبلیغ اسلام شروع کر دی۔

تھوڑے ہی عرصہ میں ان کی مخلصانہ کوششوں سے اوس و خزرج کے بے شمار گھرانے نور اسلام سے جگمگا اٹھے۔ ایک دن حضرت مصعبؓ اور حضرت اسعد بن زرارہؓ بنی ظفر کے باغ بیئر مرقع پر جمع ہوئے اور یہ سوچنا شروع کیا کہ بنی عبدالاشہل اور بنی ظفر کو اسلام کی طرف کیسے مائل کیا جائے۔ حسن اتفاق کہ ان قبائل کے سردار حضرت سعد بن معاذؓ اور حضرت اسید بن حضیرؓ کو بھی معلوم ہو گیا کہ ہمارے گھروں میں یہ تبلیغ ہو رہی ہے۔ سعد بن معاذ نے اسید سے کہا۔ جاؤ ان لوگوں کو جا کر منع کرو کہ یہ ہمارے لوگوں کو اپنے دین کی تبلیغ نہ کریں اور ان سے یہ بھی کہہ دو کہ یہ کیا تم ہمارے لوگوں کو بے وقوف بنانے آ گئے ہو۔ حضرت سعد کے جوش دلانے پر اسید غصے سے بھرے ہوئے اپنا اسلحہ اٹھا کر چل پڑے۔ حضرت

www.sirat-e-mustaqeem.com

اسدؓ نے جو اسیدؓ کو دور سے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تو مصعبؓ سے کہا دیکھو یہ قبیلہ کا سردار آ رہا ہے۔ اللہ کرے کہ وہ آپ کی بات مان لے۔ حضرت مصعبؓ نے فرمایا اگر وہ آ کر بیٹھ گیا تو میں ضرور اسے تبلیغ کروں گا۔ اتنے میں اسید آ پہنچا اور کھڑے ہی کھڑے گالیاں دینا شروع کر دیں۔ جب اسید اپنے دل کی بھڑاس نکال چکا تو حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے بڑی محبت سے فرمایا بھائی آپ تشریف رکھیں۔ میری بات سن لیں۔ اگر پسند آئے تو مان لینا۔ اگر اچھی نہ لگے تو بڑی خوشی سے رد کر دینا۔ اسید کی قسمت بدلنے ہی والی تھی اس نے کہا بات سننے میں کیا حرج ہے۔ فرمائیے کیا بات ہے؟ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے درد دل سے قرآن مجید کی کچھ آیات اور اسلام کی کچھ باتیں سنائیں۔ حضرت اسید نے کامل یکسوئی اور پوری توجہ سے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کی گفتگو سنی آخر بولے صاحب یہ فرمایئے کہ جب کوئی تمہارے دین میں داخل ہونا چاہے تو اس کا کیا طریقہ ہے۔ آپ نے فرمایا لباس اور بدن کی طہارت کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے ہیں۔ حضرت اسید رضی اللہ عنہ یہاں سے اٹھے اور نہا دھو کر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد واپس حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور حسن تدبیر سے حضرت سعدؓ کو حضرت مصعبؓ کے پاس بھیجا انہوں نے بھی آتے ہی گالیاں دینا شروع کر دیں۔ حضرت مصعبؓ نے سعد سے بھی گالیاں سنیں۔ جب سعد کا گالیاں دے کر غصہ دور اور دل ٹھنڈا ہو گیا تو حضرت مصعبؓ نے بڑی شفقت سے کہا بھائی ذرا بیٹھ کر میری بات تو سن لو۔ اگر پسند آ جائے تو ٹھیک ہے اگر ناپسند ہو تو قبول نہ کرنا۔ حضرت سعدؓ بیٹھ گئے کہ بات سننے میں کیا مضائقہ ہے؟ حضرت مصعبؓ نے اسلام کے متعلق کچھ زود اثر باتیں کیں اور درد دل کے ساتھ کچھ قرآن مجید کی آیات بھی سنائیں۔ حضرت مصعبؓ کی یہ باتیں حضرت سعدؓ کے دل میں کچھ اس

طرح سے اتریں کہ حضرت سعد فوراً مسلمان ہو گئے۔ پھر یہاں سے اٹھ کر سیدھے اپنے قبیلے میں آئے اور آتے ہی پکارا اے بنی عبدالاشھل تم لوگوں کا میرے متعلق کیا خیال ہے؟ سب نے کہا تم ہمارے سردار ہو۔ تمہاری رائے بہتر ہوتی ہے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر یہ بات ہے تو اچھی طرح سن لو آج کے بعد خواہ کوئی مرد ہو یا عورت میں اس سے کلام کرنا حرام سمجھتا ہوں جب تک وہ اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان نہ لے آئے۔ آپ کے اس اعلان کا یہ اثر ہوا کہ شام کا سورج غروب ہونے سے پہلے پہلے آپ کا سارا قبیلہ مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد مدینہ منورہ میں چہار سو اسلام پھیلنے لگا۔ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ تمام جسمانی آسائش و نمائش کو بھلا کر صبح و شام اللہ کے دین کی نشر و اشاعت میں مصروف رہتے۔ ان دنوں آپ کے جسم پر ایک چھوٹا سا کمبل ہوتا تھا جسے کیکر کے کانٹوں کے ساتھ سامنے سے ٹانکے لگا لیا کرتے۔ نبی ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو مصعبؓ ایک دن آپ ﷺ کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئے کہ جسم پر ایک پھٹا پرانا سا کپڑا تھا جو پوری طرح جسم کو نہ ڈھانپتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو جب اس حال میں دیکھا تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے کہ کہاں اس شہزادے کی مکہ والی پرتعیش زندگی اور کہاں یہ خستہ حالی۔

کفر اسلام کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک رہے گی۔ ان سب جنگوں میں غزوہ بدر کا مقام بہت بلند ہے کہ اس میں لڑنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے دیکھا اور فرمایا:

''اب تم جو چاہو کرو میں تم کو بخش چکا ہوں''۔ (ابوداؤد)

اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت مصعب رضی اللہ عنہ کو اپنا علم عطا کیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

پھر بدر کے بعد ۳ ہجری کو جب معرکہ احد پیش آیا تو اس میں بھی حضرت مصعب بن عمیر ؓ ہی اسلامی فوج کے علم بردار بنے۔ اور اسی جنگ میں آپ ؓ کو ابن قمیہ کے ہاتھوں شہادت نصیب ہوئی۔ آپ شکل وصورت کے لحاظ سے کچھ نبی ﷺ سے ملتے جلتے تھے۔ (جب ابن قمیہ نے آپ کو شہید کیا تو اس کافرنے جا کر یہ اعلان کر دیا کہ: قتلت محمدا میں نے محمد ﷺ کو قتل کر دیا۔ معاذ اللہ)

جنگ کے بعد جب لاشوں کی پڑتال کی گئی تو حضرت مصعب بن عمیر ؓ ایک مقام پر لاشوں کے درمیان ابدی نیند سو رہے تھے۔ جب نبی ﷺ کو آپ کی شہادت کا علم ہوا تو آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ جب مکہ کے اس شہزادے کو کفن دیا جانے لگا تو یہ بڑا ہی رقت انگیز منظر تھا جسے دیکھ کر سرور عالم ﷺ اور صحابہ کرامؓ تڑپ اٹھے۔ آپ کو کفن کے لئے جو چادر میسر آئی وہ ایک چھوٹی سی پرانی چادر تھی۔ صحابہ کرامؓ جب اس سے آپ کا سر ڈھانپتے تو پاؤں ننگے ہو جاتے اور اگر پاؤں ڈھانپتے تو سر ننگا ہو جاتا۔

نبی ﷺ جو خود حضرت مصعب ؓ کو دفن کرنے میں شریک تھے فرمانے لگے: مصعبؓ کا سر ڈھانپ دو اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دو۔ اللہ اللہ کیا شان کہ یہ راہ حق کا مسافر اسلام کا عظیم اور بے لوث مبلغ آیا تو شہزادہ تھا۔ منزل پر پہنچا تو پاؤں سے ننگا فردوس بریں کو سدھارا۔ ؓ۔

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

نوٹ: واضح ہو کہ یہ مختلف کتب احادیث (صحاح ستہ وغیرہ) اور کتب سیرت (ابن ہشام، طبقات وغیرہ) سے ماخوذ ہے۔ کسی ایک روایت کا ترجمہ نہیں۔

حضرت زیدؓ کی شہادت کی اطلاع اللہ تعالیٰ نے دی تو آپ ﷺ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا

۱

حضرت زید بن حارثہ ؓ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کا بازو پکڑ کر رحمۃ للعالمین ﷺ بیت اللہ شریف میں داخل ہوئے اور قریش کے مجمع عام میں یہ اعلان فرمایا لوگو گواہ رہو آج سے زیدؓ میرا بیٹا ہے یہ مجھ سے وراثت پائے گا اور میں اس سے۔

یہ سعادت مند لڑکا قبیلہ کلب کے ایک شخص حارثہ بن شراحیل یا شرحبیل کا فرزند ارجمند تھا۔

حضرت زید ؓ کی والدہ سعدی بنت ثعلبہ قبیلہ طے کی شاخ بنی معن سے تھیں۔ جب یہ آٹھ سال کے تھے اس وقت ان کی ماں انہیں اپنے میکے لے کر گئیں۔ وہاں بنی متبن بن جسترا کے لوگوں نے ان کے پڑاؤ پر حملہ کیا اور لوٹ مار کے ساتھ جن افراد کو پکڑ کر لے گئے۔ ان میں حضرت زیدؓ بھی تھے۔ ان لوگوں نے عکاظ کے میلے میں لے جا کر ان کو بیچ دیا خریدنے والے حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے بھتیجے حکیم بن حزام تھے۔ انہوں نے مکہ لا کر اپنی پھوپھی صاحبہ (حضرت خدیجہؓ) کی نذر کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ کا جب حضرت خدیجہؓ سے نکاح ہوا تو نبی ﷺ نے ان کے ہاں زید ؓ کو دیکھا اور ان کی عادات و اطوار اس قدر پسند آئیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں حضرت خدیجہؓ سے مانگ لیا۔ اس طرح یہ خوش نصیب لڑکا اس خیر الخلائق کی خدمت اقدس میں پہنچ گیا۔ جسے چند سال بعد اللہ تعالیٰ نبی بنانے والا تھا۔ اس وقت حضرت زیدؓ کی عمر قریباً ۱۵ سال تھی۔ کچھ مدت

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے بعد ان کے چچا اور والد کو علم ہوا کہ ہمارا نورِ نظر مکہ میں ہے وہ انہیں تلاش کرتے کرتے نبی ﷺ تک پہنچے اور عرض کیا کہ زید ہمارا بیٹا ہے آپؐ جو فدیہ لینا چاہیں ہم دینے کے لئے تیار ہیں آپؐ ہمیں ہمارا بچہ دے دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں لڑکے کو بلاتا ہوں اور اسے اس کی مرضی پر چھوڑ دیتا ہوں کہ وہ تمہارے ساتھ جانا چاہتا ہے یا میرے پاس رہنا پسند کرتا ہے اگر وہ تمہارے ساتھ جانا پسند کرے تو میں کوئی فدیہ نہیں لوں گا اور اسے یوں ہی چھوڑ دوں گا اگر وہ میرے پاس رہنا چاہتا ہو تو میں ایسا انسان نہیں ہوں کہ جو شخص میرے پاس رہنا چاہتا ہو اسے خواہ مخواہ اپنے گھر سے نکال دوں انہوں نے کہا یہ تو آپؐ نے انصاف سے بڑھ کر صحیح بات کی ہے۔ آپؐ زید ؓ کو بلا کر پوچھ لیں۔ نبی ﷺ نے حضرت زید ؓ کو بلایا اور ان سے فرمایا بیٹے! تم ان دونوں کو جانتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں۔ یہ میرے والد اور یہ میرے چچا ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: تو (یہ تمہیں لینے آئے ہیں) تم مجھے بھی جانتے ہو اور ان کو بھی۔ اب تمہیں پوری آزادی ہے چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ اور اگر چاہو تو میرے ساتھ رہو۔ انہوں نے جواب دیا حضورؐ! میں آپ کو چھوڑ کر کسی کے پاس نہیں جا سکتا ان کے باپ اور چچا نے کہا: زید! تو آزادی پر غلامی کو ترجیح دیتا ہے اور اپنے والدین اور خاندان کو چھوڑ کر غیروں کے پاس رہنا چاہتا ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے آپؐ کے وہ اوصاف دیکھے ہیں جو اور کسی میں بھی نہیں ان اوصاف کو دیکھ کر اب میں دنیا میں کسی کو بھی ان پر ترجیح نہیں دے سکتا۔ (حضرت زیدؓ کا یہ جواب سن کر باپ اور چچا انہیں رحمت عالم ﷺ کے پاس چھوڑنے پر بخوشی راضی ہو گئے) نبی ﷺ نے حضرت زیدؓ کو آزاد کر دیا اور حرم کعبہ میں جا کر عام اعلان فرمایا لوگو! گواہ رہو آج سے زید محمد کا بیٹا ہے۔ یہی خوش قسمت انسان جب آپؐ نے اعلان نبوت فرمایا تو

کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

۲

یہی جانثار طائف کے مشکل ترین سفر میں خاتم النبیین ﷺ کے ہمرکاب تھا طبقات ابن سعد میں ہے کہ جب طائف کے لوگ بارش کی طرح رسول اللہ ﷺ پر پتھر برسا رہے تھے تو یہ نبی ﷺ کو بچانے کے لئے پتھروں کو اپنے اوپر روکتے تھے۔ مگر ان کی یہ کوشش بے سود تھی۔ ان کے سر پر بھی متعدد زخم آئے تھے۔

۳

۸ ہجری میں نبی ﷺ نے اپنے سفیر حارث بن عمیر ازدی ؓ کے قتل کا قصاص لینے کے لئے تین ہزار کا ایک لشکر تیار کیا تو اس کی امارت و قیادت حضرت زید بن حارثہ ؓ کو عطا کی فوج آپ کی ہدایات لے کر روانہ ہوئی تو جاسوسوں نے شرابیل کو جانثارانِ رسولؐ کے جذبات سے آگاہ کر دیا اور یہ مقابلے کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے کم و بیش ایک لاکھ فوج جمع کی۔ امیر لشکر حضرت زید ؓ کو جب دشمن کی طاقت کا علم ہوا تو انہوں نے چاہا کہ ان حالات کی خبر رسول اللہ ﷺ کو دی جائے۔ پھر اس کے بعد جو آپ کا حکم ہو اس پر عمل کیا جائے۔ مگر بزرگ صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ نے فرمایا کہ ہمارا اصل مقصد فتح نہیں شہادت ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن

آخر مسلمان اپنے سے چالیس گناہ زیادہ فوج پر حملہ آور ہوئے جب گھمسان کی جنگ شروع ہوئی تو حضرت زید ؓ بڑی بہادری سے لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت زید ؓ کی شہادت کی خبر دی تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کو جب حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا علم ہوا تو آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے

۱

امیر لشکر حضرت زید رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فوج کی قیادت نبی ﷺ کے حکم کے مطابق حضرت ابو عبداللہ جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سنبھالی۔

سیدنا جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا شمار کبار صحابہؓ میں سے ہوتا ہے یہ نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حقیقی بھائی تھے آپ نے اس وقت اسلام قبول کیا جب کہ صرف ابھی ۳۱ یا ۳۲ کے قریب افراد کو اسلام لانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ اسلام اور مسلمانوں کے لئے جو یہ درد دل رکھتے تھے اہل حق ہمیشہ اس کے ممنون رہیں گے۔ اسلام کی سنہری شعاعیں جب مکہ مکرمہ کے خوش نصیب لوگوں پر پڑنے لگیں اور حلقہ اسلام وسعت پکڑنے لگا تو کفار مکہ کے غیظ و غضب کا آتش فشاں پوری قوت سے پھٹ پڑا انہوں نے تمام رشتوں ناطوں کو روندتے ہوئے مسلمانوں کا مکہ میں جینا تنگ کر دیا نبی ﷺ ہر روز اپنے متبعین کو کفار کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہوتا ہوا نہ دیکھ سکتے تھے اس لئے آپ ﷺ نے اجازت دے دی کہ جو کوئی چاہے وہ اپنی جان و ایمان کے بچاؤ کے لئے حبشہ چلا جائے اس اجازت کے بعد ایک چھوٹا سا قافلہ (۱۲ مرد اور ۴ عورتوں پر مشتمل) رات کی تاریکی میں مکہ سے حبشہ روانہ ہو گیا۔

اس کے بعد ایک اور قافلہ (۸۳ مردوں اور ۱۸ عورتوں پر مشتمل) حبشہ روانہ ہوا ان میں رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ بھی تھے۔

قریش کو مسلمانوں کی ہجرت کا علم ہوا تو وہ تعاقب میں نکلے اس سے پہلے کہ قریش ساحل سمندر پر پہنچتے مسلمان کشتیوں میں بیٹھ کر روانہ ہو چکے تھے۔ قریش غیظ و غضب میں بھرے واپس لوٹے۔

اس کے بعد کفار قریش نے مشورہ کے بعد اپنے کچھ سفیروں کو (جن میں حضرت عمرو بن العاص بھی تھے) شاہ حبشہ کے پاس تحفے تحائف دے کر روانہ کیا۔ سفیران قریش نے نجاشی اور اس کے خاص وزیروں اور مشیروں کو بڑے بڑے تحفوں سے نوازا تا کہ بادشاہ کے سامنے جب یہ مسلمانوں کو اپنے ملک سے نکال دینے کی اپیل کریں تو وہ مان لی جائے تحائف کی تقسیم کے بعد انہوں نے کہا:

"اے بادشاہ! ہماری قوم کے چند سر پھرے اپنے آباء و اجداد کا دین چھوڑ کر یہاں چلے آئے ہیں انہوں نے جہاں پناہ کا دین بھی قبول نہیں کیا۔ بلکہ ایک نیا دین ہی نکال لیا ہے۔

اے بادشاہ! ہماری قوم کے شرفاء نے ہمیں آپ کی خدمت میں بھیجا کہ آپ ان کو یہ ملک چھوڑ دینے اور اپنے ملک واپس جانے کا حکم فرمائیں۔"

شاہ حبشہ (جو انتہائی سلیم الطبع انسان تھا) اس نے کہا میں اس طرح اپنے ملک میں پناہ لینے والوں کو ترک وطن کا حکم نہیں دے سکتا۔ جب تک کہ یہ معلوم نہ کر لوں حقیقت کیا ہے؟ اس کے بعد بادشاہ نے مسلمانوں کو اپنے دربار میں بلایا اور پوچھا یہ تم نے کون سا نیا دین ایجاد کر لیا ہے جو نصرانیت اور بت پرستی دونوں کے خلاف ہے؟ بادشاہ کا سوال سن کر نبی ﷺ کے چچا زاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے بڑے ہی رقت آمیز انداز میں شاہ حبشہ کے سامنے یہ تقریر کی:

ایھا الملکا

اے بادشاہ! ہم جاہلیت میں مبتلا تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ نجاست

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں آلودہ تھے مردار کھاتے تھے بدکاریاں کرتے تھے بے ہودہ بکا کرتے تھے۔ ہمسایوں کو ستاتے تھے بھائی بھائی پر ظلم کرتا تھا ہمارے طاقت اور کمزروں کو کھا جاتے تھے اس حالت میں خدا نے ہم میں ایک بزرگ کو مبعوث کیا جس کی شرافت صداقت اور دیانت کے ہم پہلے سے واقف تھے اس نے ہم کو توحید کی دعوت دی اور بتایا کہ صرف اس اکیلے خدا کی ہی پرستش کرنی چاہیے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا چاہیے۔ اور اس نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ پتھروں کی پوجا جائز نہیں سچ بولیں' خون ریزی سے باز رہیں' یتیموں کا مال نہ کھائیں' ہمسایوں کو آرام دیں پاک دامن عورتوں پر تہمت نہ لگائیں۔ وعدہ پورا کریں گناہوں سے دور رہیں' برائیوں سے بچیں نمازیں پڑھیں روزے رکھیں صدقہ کریں بس ان باتوں سے ہماری قوم ہم سے بگڑ گئی ہے ہم پر طرح طرح کے ظلم کیے ہیں تا کہ ہم اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کرنا ترک کردیں لکڑی اور پتھر کی مورتیوں کی پھر سے پوجا کرنے لگ جائیں۔

ایھا الملکا

اے بادشاہ! ہم نے ان کے ہاتھوں بہت سی تکلیفیں اٹھائی ہیں اب مجبور ہو کر تیرے ملک میں پناہ لینے کے لئے آئے ہیں"۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی اس پر اثر تقریر پر پورے ہال میں سناٹا چھا گیا۔ جب آپ تقریر ختم کر چکے تو بادشاہ نے کہا تمہارے نبی ﷺ پر جو کلام نازل ہوا ہے کہیں سے پڑھ کر کچھ سناؤ۔

حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے موقع محل کی مناسبت سے سورہ مریم کی تلاوت شروع کی جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کی پاک دامن والدہ کا واقعہ تھا۔ آپ نے ابھی سورۃ مریم کی چند آیات ہی پڑھی تھیں کہ بادشاہ پر رقت طاری ہوگئی اور

وہ اس قدر رویا کہ رو رو کر اس کی ڈاڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ پھر کہنے لگا محمد ﷺ تو وہی رسول ہے جس کی خبر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام نے دی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مجھے اس رسول کا زمانہ ملا۔ اس کے بعد بادشاہ نے کفار مکہ کو دربار سے نکل جانے کا حکم دیا۔

۲

جب نبی ﷺ مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ چلے آئے تو یہ بزرگ بھی کئی سال دیار غیر میں گزارنے کے بعد مدینہ منورہ چلے آئے۔ ذی قعدہ ۷ ہجری کو جب آپ ﷺ عمرہ قضا کے لئے مکہ روانہ ہوئے تو حضرت جعفر رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے ہمرکاب تھے جب عمرہ سے فارغ ہو کر معاہد کے مطابق مکہ سے چلنے لگے تو یہاں بڑا ہی رقت انگیز منظر پیش آیا جس نے آپ کو آب دیدہ کر دیا۔ آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جو جنگ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کی یتیم بچی امامہؓ نے جب نبی ﷺ کو دیکھا تو چچا چچا کہتی آپ کے پاس دوڑتی ہوئی آئی۔ حضور ﷺ کے ساتھ حضرت علیؓ حضرت جعفرؓ اور حضرت زیدؓ بھی تھے۔ ان میں سے ہر ایک نے امامہ کو اپنی کفالت میں لینے کی اپیل کی۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ امامہ کی سرپرستی کے حق دار جعفر رضی اللہ عنہ ہیں۔ کیونکہ ان کے گھر امامہؓ کی خالہ ہے اور خالہ بمنزلہ ماں کے ہوتی ہے۔ آپ کے فیصلہ کے مطابق حضرت جعفر رضی اللہ عنہ امامہؓ بنت حمزہؓ کو ساتھ اپنے گھر لے آئے اور اپنی اہلیہ یعنی امامہؓ کی خالہ کے سپرد کردیا۔

۳

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سلاطین اور امراء کے نام دعوت

www.sirat-e-mustaqeem.com

اسلام کے مکتوب بھیجنے شروع کیے تو آپ ﷺ نے ایک خط حضرت حارث بن عمیر ازدیؓ کے ہاتھ حاکم بصرہ کے پاس بھیجا۔ جب حارثؓ مقام موتہ پر پہنچے تو بلقا کے رئیس شراجیل بن عامر غسانی نے رسالت مآب ﷺ کے سفیر کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس زیادتی کا انتقام لینے کے لئے تین ہزار جاں نثاروں کا ایک لشکر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں (جو بھیجا تھا انہیں یہ ہدایات فرمائی تھیں۔) اگر لڑائی میں حضرت زید رضی اللہ عنہ شہید ہو جائیں تو لشکر کے امیر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ ہوں گے وہ بھی شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر لشکر ہوں گے۔

جب حضرت زیدؓ شہید ہوئے تو رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کے مطابق حضرت جعفرؓ نے فوج کی قیادت سنبھالی۔ پرچم اسلام کو تھامے ہوئے اپنے گھوڑے سے کود کر اس کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور دشمنوں کی صفوں کو الٹتے ہوئے آگے بڑھے۔ دشمن کے ایک زبردست وار سے آپ کا ایک بازو کٹ گیا تو آپؓ نے اسلامی پرچم کو دوسرے ہاتھ میں لے لیا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ آپ کا دوسرا بازو بھی راہ خدا میں کٹ گیا تو آپ نے پرچم اسلام کو سینے سے چمٹا لیا آخر ہر طرف سے آپؓ پر نیزوں تلواروں کی بارش شروع ہو گئی اور آپ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔

اس دن رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں بیٹھے ہوئے ان جان نثاروں کے شہید ہونے اور جنگ کے آخری انجام کا حال اپنے صحابہؓ کے سامنے بیان فرمایا۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے جاں نثاروں کی شہادت کی خبر لوگوں کو سنائی تو اس وقت رحمت عالم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اسماء بنت عمیس کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور

فرمایا کہ جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں لے آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بالوں وغیرہ کو سونگا اور آپ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ میں نے عرض کی اللہ کے رسولؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ کیوں رو رہے ہیں؟ تو نبی ﷺ نے فرمایا جعفرؓ اور اس کے ساتھیوں کی خبر مجھے ملی ہے کہ وہ جنگ میں شہید ہو گئے ہیں۔ اسماء کہتی ہیں کہ پھر تو میں نے بھی رونا شروع کر دیا۔ میرے رونے سے عورتیں بھی میرے پاس جمع ہو گئیں۔ حضور ﷺ واپس اپنے گھر تشریف لے گئے اور اپنے گھر والوں سے فرمایا کہ جعفرؓ کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرو۔ (دیکھو غفلت) نہ کرنا وہ جعفرؓ کی شہادت کے صدمے میں مبتلا ہیں۔ رضی اللہ عنہ

(بخاری ابن ہشام وغیرہ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایسے جاں نثار (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) کی مرض پر آنسو آنے ہی چاہئیں تھے

نبوت کا ۱۳واں سال تھا کہ یثرب سے (۷۳ مردوں اور ۲ عورتوں پر مشتمل) ایک قافلہ رسول اللہ ﷺ کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا۔ رات کی تاریکی میں عقبہ ثانیہ پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات ہوئی تو درج ذیل مکالمہ ہوا:

اہل یثرب: اللہ کے رسول آپ ہمارے ہاں (یثرب) تشریف لائیے۔

رسول خدا: کیا تم دین حق کی اشاعت میں میری پوری پوری مدد کرو گے؟ اور جب میں تمہارے شہر جا بسوں تو تم میری اور میرے ساتھیوں کی حمایت اپنے اہل وعیال کی مانند کرو گے؟

اہل یثرب: ایسا کرنے سے ہمیں کیا ملے گا؟

رسول خدا: جنت

اہل یثرب: اللہ کے رسول ہمیں مطمئن کیجئے کہ آپ کبھی ہمیں چھوڑ تو نہ دیں گے؟

رسول خدا: نہیں کبھی نہیں میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہوگا؟

اس آخری فقرے نے یثرب سے آئے ہوئے محبان صادق کو تڑپا کے رکھ دیا۔ اس گفتگو کے بعد سب نے دلی خوشی سے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر بیعت اسلام کی۔ یہ منظر اہل حق کا ازلی دشمن (شیطان) ایک پہاڑ کی چوٹی سے دیکھ رہا

تھا۔ یہ دیکھ کو فوراً چلایا۔ اے لوگو! آؤ دیکھو محمد ﷺ اور ان کے ساتھی تم سے لڑنے کا مشورہ کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اہل یثرب سے کہا تم اس آواز کی پرواہ نہ کرو۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے کہا اللہ کے رسول اگر اجازت ہو تو ہم کل ہی مکہ والوں کو اپنی تلواروں کے جوہر دکھائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابھی مجھے اس کی اجازت نہیں۔ تم جاؤ اور جا کر اپنے شہر میں اسلام کی تبلیغ کرو یہاں پر یہ کام میں خود کروں گا۔ اہل یثرب رسول اللہ ﷺ سے ہدایات لے کر روانہ ہو گئے۔ قریش کو جب اس بیعت کا علم ہوا تو تعاقب میں نکلے مگر قافلہ جا چکا تھا۔ (اتفاق سے) حضرت سعد بن عبادہؓ اور منذر بن عمروؓ قریش کی گرفت میں آ گئے۔ منذر رضی اللہ عنہ تو قریش کی گرفت سے بھاگنے میں کامیاب ہو گئے مگر حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو قریش پکڑ لائے حضرت سعدؓ کا اپنا بیان ہے کہ ظالم قریش مجھے سر کے بالوں سے کھینچتے اور مارتے پیٹتے مکہ لائے۔ اب جو بھی آتا مجھے مارتا اور میرے سر کے لمبے لمبے بال کھینچتا۔ اسی اثناء میں ایک خوبصورت روشن چہرے والا آدمی میری طرف بڑھا۔ میں نے خیال کیا اگر ان میں سے کسی سے خیر کی توقع کی جا سکتی ہے تو یہ شخص ہو سکتا ہے اس نے بھی آتے ہی مجھے زور زور سے چہرے پر طمانچے مارنے شروع کر دیئے یہ سہیل بن عمرو تھے۔

آخر ایک شخص (ابوالبختری بن ہشام) میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

''بھائی کب تک یوں مار کھاتے رہو گے۔ یہاں مکہ تمہاری کسی سے شناسائی نہیں؟'' میں نے کہا حارث بن امیہ اور جبیر بن مطعم کو جانتا ہوں یہ ہمارے شہر یثرب اکثر آتے جاتے رہتے ہیں اور میں نے کئی دفعہ ان کے تجارتی قافلوں کی حفاظت کی ہے اس نے کہا پھر ان کا نام لے کر دہائی دو اور لوگوں کو اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

ان ساتھ تعلقات سے آگاہ کرو حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے ایسا ہی کیا۔ ادھر اس نے جا کر ان دونوں کو ڈھونڈ کر اطلاع کی قبیلہ خزرج کا ایک شخص مکہ والوں کے ہاتھوں بری طرح پٹ رہا ہے اور وہ تمہارے نام کی دہائی دے رہا ہے۔ انہوں نے پوچھا کیا نام ہے اس کا؟ اس نے کہا: ''سعد بن عبادہ'' انہوں نے کہا یہ تو بڑا ظلم ہو گیا۔ وہ سچ کہہ رہا ہے۔ سعدؓ کے ہم پر بے شمار احسانات ہیں وہ ہمیشہ ہمیں پناہ دیتا رہا ہے اور وہ قبیلہ خزرج کا سردار ہے۔ پھر یہ دوڑتے ہوئے آئے اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو ان ظالموں سے نجات دلائی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ یثرب روانہ ہو گئے۔

۲

جب نبی ﷺ ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ہر طرح سے آپ ﷺ کی خدمت میں پیش پیش رہنے لگے آپ ﷺ کے قیام مدینہ کے دوران جتنے بھی چھوٹے بڑے معرکے پیش آئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ ان میں نمایاں نظر آتے ہیں نبی ﷺ کو ان سے اتنی محبت تھی کہ فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے اپنا خاص جھنڈا حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ آپ انصار کے آگے آگے چلتے ہوئے مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کی نظر ابوسفیانؓ پر پڑی۔ (جن کو بطور خاص آپ ﷺ نے ایک درہ پر کھڑے ہونے کا حکم فرمایا تھا تا کہ اسلامی فوج کی عظمت اس پر آشکارا ہو جائے)

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو دیکھتے ہی نعرہ لگایا:

((الیوم یوم الملحمة الیوم تستحل الکعبه)) (فتح الباری)

''آج کا دن قتل و غارت کا دن ہے آج کعبہ کی حرمت کو بالائے طاق

رکھ دیا جائے گا''۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ سنتے ہی ابوسفیان رضی اللہ عنہ کا دل بھر آیا۔ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں عرض کیا۔ حضور ﷺ! آپ نے سنا ہے کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے کیا کہا؟ کیا یہ قتل و غارت کا فرمان آپؐ نے صادر فرمایا ہے؟ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بات سنتے ہی نبی ﷺ تڑپ اٹھے۔ فرمایا نہیں ہرگز نہیں۔ سعدؓ نے غلط کہا ہے آج کا دن قتل و غارت کا دن نہیں الیوم یوم المرحمة (فتح الباری) آج کا دن رحمت و مودت کا دن ہے اور یہ کعبہ کی حرمت کو پامال کرنے کا نہیں۔ کذب سعد لکن هذا الیوم یعظم الله فیه الکعبة و یوم یکسی فیه الکعبه (بخاری) ''سعدؓ نے جھوٹ کہا ہے (آج کے دن تو قریش کی کھوئی ہوئی عزت و عظمت بحال ہو گی)۔ کعبۃ اللہ کا صحیح احترام ہو گا اور ایمان والے بیت اللہ شریف کی دل سے بلائیں لیں گے۔ اس کے بعد نبی ﷺ نے حضرت ابوہریرہؓ کو ارشاد فرمایا۔ سعدؓ سے علم لے کر اس کے فرزند قیسؓ کو دے دو۔ (فتح الباری)

(خیال رہے کہ حضرت سعدؓ آپ ﷺ اور آپؐ کے اصحابؓ پر اہل مکہ نے جو ظلم کیے تھے ان کا بدلہ چکانا چاہتے تھے۔ مگر رحمۃ للعالمین نے اپنے جاں نثار کو ایسا کرنے سے منع فرمایا۔)

۳

نبی کریم ﷺ ایک دفعہ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کے درمیان تشریف فرما تھے اور وعظ و نصیحت کا درس جاری تھا اسی اثنا میں ایک صاحب نے آ کر خبر دی حضورؐ! آپ کا جاں نثار سعدؓ بستر مرگ پر بے ہوش پڑا ہے۔ رحمت عالم ﷺ یہ سنتے ہی سخت بے چین ہو گئے فوراً خطاب ترک کر کے حضرت سعدؓ کی عیادت کے

www.sirat-e-mustaqeem.com

لیے ان کے گھر تشریف لے گئے یہ بے ہوش پڑے تھے۔ قریب کھڑے لوگ مختلف قیاس آرائیاں کر رہے تھے کچھ کہہ رہے تھے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ فوت ہو چکے ہیں۔ بعض کا خیال تھا کہ ابھی سانس باقی ہے۔ ان باتوں نے نبی ﷺ کو بہت غمگین کر دیا۔ حضرت سعدؓ کی شدت مرض بے ہوشی کا آنحضرت ﷺ کے دل پر اتنا اثر ہوا کہ اس صدمے سے نبی ﷺ کی آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑیاں لگ گئیں۔ اور آپؐ زار و قطار رونے لگے۔ رحمت عالم ﷺ کو روتا دیکھ کر قریب کھڑے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی رونے لگے۔

آخر اشک بار آنکھوں سے رحمت عالم ﷺ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے اللہ کے حضور صحت کی دعا کر کے واپس تشریف لے آئے۔

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات پر رسول اکرم ﷺ اتنا روئے کہ شاید ہی چشم فلک نے نبی ﷺ کے اتنے آنسو دیکھے ہوں!

رمضان المبارک ۲ ہجری میں معرکہ بدر پیش آیا تو غزوہ پر روانہ ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے مشورہ کے لئے مہاجرین و انصار کو جمع کیا اور صورت حال کے سامنے رکھی۔ سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انتہائی پر اثر تقریریں کیں پھر حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اللہ کے رسولؐ! اللہ تعالیٰ نے جو حکم آپ ﷺ کو دیا ہے اس کے لئے تیار ہو جائیں ہم لوگ بنی اسرائیل کی طرح نہیں کہ کہیں کہ "تو اور تیرا رب لڑو ہم تو بیٹھے ہیں"۔

رسول اکرم ﷺ نے مہاجرین کی گفتگو سننے کے بعد انصار کی رائے معلوم کرنے کے لیے اپنا رخ انصار کی طرف کر کے (ان کی رائے جاننی چاہی تو رئیس اوس حضرت سعد بن معاذ انصاریؓ رسول اللہؐ کا مطلب) جان گئے یہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور بڑے ہی جذباتی انداز میں اپنی گفتگو کا آغاز یوں کیا:

"اللہ کے رسولؐ! ہم رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے ہیں۔ آپ کی رسالت کی تصدیق کی اور شہادت دی ہے کہ آپؐ جو فرماتے ہیں وہ حق ہے اس سے پہلے بھی ہم نے سمع و اطاعت کے معاہدات کیے ہیں۔ لہٰذا ہماری گزارش یہ ہے کہ آپ کا جو ارادہ ہو اس کے مطابق عمل کیجئے۔"

ایک دوسری روایت کے مطابق آپؓ نے یہ بھی فرمایا:

"اللہ کے رسولؐ! کیا آپؐ نے یہ خیال کیا ہے انصار آپ کا ساتھ صرف

www.sirat-e-mustaqeem.com

اپنے وطن میں ہی دیا کریں گے؟ (ہرگز نہیں) میں اس وقت انصار کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کا جو ارادہ اس پر عمل فرمائیے۔ جس کا رشتہ ملانا ہو ملا دیجیے جس کا رشتہ توڑنا ہو توڑ دیجئے۔ اور اگر موجودہ حالت پر رکھنا ہو اسے یونہی رہنے دیجئے۔ ہمارے اموال حاضر ہیں جس قدر مرضی ہو قبول فرمائیے اور جس قدر ارادہ ہو ہمارے لئے بطور عطیہ چھوڑ دیجئے۔ جو مال آپ قبول فرمائیں گے ہمیں وہ زیادہ پسند ہوگا اس سے جو ہمارے پاس رہ جائے گا ہمارا معاملہ آپؐ کے ہاتھ میں ہے آپؐ برک الغماد تک چلیں ہم سب آپؐ کے ساتھ ہوں گے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں سمندر میں کود جانے کا حکم دیں گے تو ہم کود جائیں گے۔ ہم میں سے ایک شخص بھی پیچھے نہیں رہے گا۔ آپ ہمیں میدان جنگ میں ثابت قدم پائیں گے۔ مجھے امید ہے ہماری خدمات آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوں گی۔"

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی یہ تقریر سن کر نبی ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک اٹھا۔ انصار کے یہ سردار رسول اللہ ﷺ کے یہ جاں نثار بدر و احد کے علاوہ غزوہ احزاب میں بھی پیش پیش تھے۔ ایک مشرک (جبان بن عبد مناف) نے جو ابن عرقہ کے نام سے مشہور تھا ایسا تاک کر تیر مارا کہ آپ کی رگ اکحل کٹ گئی اور شدت سے خون جاری ہو گیا۔ رحمت عالم ﷺ کو جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے زخمی ہونے کا علم ہو تو فرمایا: اللہ تیرا چہرہ (ابن عرقہ کا) آگ میں جھلسے"۔

جنگ کے بعد آپؐ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لئے مسجد میں خیمہ نصب کروایا۔ رسول اللہ ﷺ ہر روز ان کی عیادت کے لئے خیمہ میں تشریف لاتے اور ان کی دلجوئی فرماتے۔ آخر یہ زخم جان لیوا ثابت ہوا۔ ایک دن آپ کو اطلاع ملی کہ سعدؓ پر نزع کا عالم طاری ہے۔ نبی ﷺ عالم اضطراب میں چادر گھسیٹتے ہوئے

مسجد میں پہنچے اور بڑی ہی شفقت و محبت سے حضرت سعدؓ کا سر اپنے زانوئے اقدس پر رکھ لیا اور ان کی روح عالم بالا کو پرواز کر گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

رسول اللہ کو حضرت سعدؓ کی وفات کا اتنا غم ہوا کہ آپؐ کی آنکھوں سے آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آیا۔ شاید ہی چشم فلک نے اتنے آنسو آپؐ کی آنکھوں سے نکلتے ہوئے دیکھے ہوں گے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب اس دل خراش منظر کو دیکھا تو ان کی چیخ نکل گئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو علم ہوا تو شدت گریہ سے آپ کی آواز گلوگیر ہو گئی اور بار بار انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے لگے۔

"بعض روایات کے مطابق نبی ﷺ جب خیمہ میں آئے تو ابھی حضرت سعدؓ کے کچھ سانس باقی تھے۔ آپؐ نے حضرت سعدؓ کو ان کے گھر منتقل کر دیا تو یہ مالک حقیقی سے جا ملے۔ پھر جب جنازہ اٹھا تو رسول اللہ ﷺ سمیت ہزاروں صحابہ کرامؓ آپؐ کے جنازہ کو کندھا دینے میں سبقت کر رہے تھے۔ (اسی اثنا میں) کسی نے آواز دی کہ جنازہ تو بے حد ہلکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ہاں جنازہ فرشتوں نے اٹھا رکھا ہے۔ جن جلیل القدر صحابہؓ نے آپؓ کی قبر کھودی وہ فرما رہے تھے کہ اللہ کی قسم اس کی قبر سے خوشبو آ رہی ہے تدفین کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ رسول اکرم ﷺ زار و قطار رو رہے تھے۔ شدت غم سے ریش مبارک ہاتھ میں پکڑ رکھی تھی اور آنکھوں سے آنسو بہہ بہہ کر رخساروں اور ریش مبارک کو تر کر رہے تھے۔ اس غم میں آپ نے ارشاد فرمایا:

"سعدؓ کے جنازہ کے ساتھ ۷۰ ہزار فرشتے شریک ہوئے ہیں اور اس کی موت سے اللہ تعالیٰ کا عرش لرز اٹھا ہے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے

۱

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر انصاری صحابہ میں سے ہیں۔ جن کو بدر و احد کے معرکوں میں شرکت کرنے کا شرف حاصل ہے۔ جنگ احد میں ایک واقعہ آپ کی بہت عزت و افتخار کا باعث بنا۔ طبرانی کی روایت میں حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا اپنا بیان ہے کہ:

سرور عالم ﷺ کو کسی شخص نے ایک کمان بطور ہدیہ پیش کی۔ احد کے دن یہ کمان نبی ﷺ نے بطور خاص مجھے عطا فرمائی۔ میں نے اس کمان سے آپؐ کے سامنے کھڑے ہو کر (دشمنوں پر) اتنے تیر برسائے کہ کمان کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا۔ (اور وہ تیر چلانے کے قابل نہ رہی) جب مشرکوں کا آپؐ پر زور پڑا تو میں آپؐ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب دشمن کا کوئی تیر آپؐ کی طرف آتا تو میں اپنا سر (چہرہ) سامنے کر دیتا۔ (دشمن بارش کی طرح تیر برسا رہے تھے) کہ ان کا ایک تیر میری آنکھ میں آ کر لگا اور میرا ڈھیلا نکل کر میری ہتھیلی پر آ پڑا۔ میں اسے لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میری یہ حالت دیکھ کر آپؐ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ آپؐ نے فوراً اللہ کے حضور دعا کی:

یا اللہ قتادہؓ نے تیرے نبی کا دفاع اپنے چہرے سے کیا ہے تو اس کی آنکھ کو صحیح اور اس کی نظر کو تیز کر دے۔"

بعض روایات کے مطابق کسی مشرک نے آپؐ کی طرف ایسا تیر پھینکا کہ وہ

سیدھا آپؓ کی آنکھ میں آ لگا اور ڈھیلا باہر لٹک گیا۔ لوگوں نے اس کو کاٹ دینا چاہا تو حضرت قتادہؓ نے لوگوں سے فرمایا (پہلے) رحمت عالمؐ سے مشورہ کر لو۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں معاملہ پیش ہوا تو نبی ﷺ نے فرمایا نہیں (قتادہؓ کا ڈھیلا نہیں کاٹا جائے گا) پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے دست مبارک سے ڈھیلا کو اس جگہ رکھ کر دعا کی:

((اللھم اکسیھا جمالا))

اے میرے اللہ (قتادہؓ کی) اس آنکھ کو خوبصورت کر دے اور اس کو روشنی بخش۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی دعا کو قبول فرمایا اور حضرت قتادہؓ کی آنکھ پہلے سے بھی زیادہ خوبصورت اور روشن ہو گئی پھر تمام زندگی کبھی دکھی تک نہیں۔

۲

واضح ہو کہ یہ وہی بزرگ صحابی ہیں جنہوں نے ایک شب رسول اللہ ﷺ کو بہت مسرور کیا تھا۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شب عشاء کی نماز کا وقت ہو چکا تھا مگر مسجد نبویؐ نمازیوں سے خالی تھی (اس کی وجہ یہ تھی کہ) آسمان پر گھرے بادل چھائے ہوئے تھے جس سے پورا مدینہ تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا۔ زور زور سے بادل گرج رہے تھے اور بجلی پوری شدت کے ساتھ چمک رہی تھی۔ صحابہ کرامؓ نے گھروں میں ہی عشاء کی نماز پڑھ لی تھی۔ نبی ﷺ جب نماز کے لئے مسجد میں تشریف لائے تو ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ (بجلی چمکی) تو سرور عالم ﷺ کی نظر مبارک مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھے ہوئے ایک صاحب پر پڑی تو پوچھا: کیا تم قتادہؓ ہو؟ حضرت قتادہؓ نے عرض کیا جی ہاں اللہ کے رسولؐ! میرا خیال تھا کہ موسم

www.sirat-e-mustaqeem.com

کی خرابی کی وجہ سے لوگ مسجد میں نہ آسکیں گے اس لئے ہمت کر کے حاضر ہوا ہوں۔

محسن عالم ﷺ حضرت قتادہؓ کا جواب سن کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا جب تم گھر جانے لگو تو مجھ سے مل کر جانا۔ حضرت قتادہؓ جب نماز سے فارغ ہو کر گھر جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے امیش کھجور کی ایک ٹیڑھی چھڑی عطا فرمائی اور زبان اقدس سے ارشاد فرمایا: ''یہ لو یہ راستہ میں تمہاری لئے روشنی کرے گی''۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ چلے تو نبی ﷺ کی دی ہوئی چھڑی آپ کے لئے روشن قندیل بن گئی اور آپ آرام سے گھر پہنچ گئے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

❀❀❀

رسول اللہ ﷺ نے حضرت قتیلہؓ کا مرثیہ سنا تو رو رو کر ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہو گئی

حضرت قتیلہ رضی اللہ عنہا مشہور دشمنِ اسلام نضر بن حارث کی بیٹی تھیں۔ مقدر کی بات ہے کہ باپ ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کا جانی دشمن اپنے مذہب کا پاسبان اور مسلمانوں کا سخت ترین مخالف رہا۔ بیٹی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دولت اسلام سے بہرہ ور ہوئیں اور شرف صحابیت حاصل کیا۔ غزوہ بدر کے بعد نبی ﷺ کے حکم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نضر بن حارث کو قتل کیا۔ حضرت قتیلہؓ کو باپ کے قتل ہو جانے کا علم ہوا تو انہوں نے ایک پر درد مرثیہ باپ کے غم میں لکھا جب یہ مرثیہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا گیا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ اس قدر روئے کہ ریش مبارک سے آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ بعض روایات کے مطابق آپؐ نے جب حضرت قتیلہؓ کے مرثیہ کے اشعار سنے تو فرمایا:

''اگر یہ اشعار میں پہلے سن لیتا تو میں نضر کو قتل نہ کرواتا۔''

ایک صحرا نشین صحابیہؓ کی بات سن کر رحمت عالم ﷺ رونے لگے

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ سے واپس آ رہے تھے کہ راستہ میں ہماری ملاقات ایک قوم سے ہوئی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا: تم کون ہو؟ کہنے لگے ہم مسلمان ہیں۔ یہاں سے کچھ فاصلے پر ایک خاتون بیٹھی چولہا سلگا رہی تھی اس کے قریب اس کا ننھا بچہ بھی تھا جب آگ خوب جل اٹھی تو وہ بچے کو لے کر رحمت عالم ﷺ کی خدمت اقدس

www.sirat-e-mustaqeem.com

میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی آپؐ اللہ کے رسولؐ ہیں؟ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں میں اللہ کا رسول ہوں۔ پھر بولی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان کیا ایک ماں جس قدر مہربان ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے زیادہ مہربان نہیں ہے؟

نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں! بلاشبہ تو درست کہتی ہے"۔ اس نے کہا حضورؐ! پھر ماں تو اپنے بچے کو آگ میں نہیں ڈالتی تو خدا اپنے بندے کو آگ میں کیسے ڈالے گا؟ اس صحرا نشین صحابیہؓ کی یہ بات سن کر رسول اکرم ﷺ پر سخت رقت طاری ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ رونے لگے پھر آپؐ نے سر اٹھا کر فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب میں ڈالے گا جو سرکش اور متمرد ہے اور اس کو ایک نہیں مانتا"۔(اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک ٹھہراتا ہے)(ابن ماجہ)

ایک اعرابی کی گفتگو سن کر آپؐ کی آنکھیں اشک بار ہوگئیں

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا رسول اللہ کی چچی تھیں۔ زمانہ جاہلیت میں ان کا نکاح سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا۔ ارباب سیر نے لکھا ہے کہ ۶ نبوت کو جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوئے تو یہ بھی ان کے ساتھ ہی دولت اسلام سے بہرہ ور ہوئیں۔ اور پھر جب اہل اسلام ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو یہ بھی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مدینہ آ گئیں۔ غزوہ احد میں جب رسول اللہ ﷺ کے چچا شہید ہوگئے تو حضرت خولہؓ نے ایک انصاری (حضرت نعمان بن عجلانؓ) سے نکاح کر لیا۔

ابن ماجہ میں حضرت ابو سعیدؓ کا بیان ہے کہ نبی ﷺ نے ایک مرتبہ ایک اعرابی سے کچھ قرض لیا۔ ایک دن وہ آپ کے پاس آیا اور بڑے درشت لہجہ میں اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ صحابہؓ کو اس کی نامناسب گفتگو سے سخت تکلیف ہوئی۔ انہوں نے اسے ڈانٹا کہ تجھے معلوم نہیں کس سے بات کر رہا ہے؟

اعرابی نے کہا: "میں تو اپنا حق مانگ رہا ہوں"۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ شخص سچ کہتا ہے اس لئے تمہیں اس کی حمایت کرنی چاہیے"۔

پھر آپ نے حضرت خولہؓ کو پیغام بھیجا کہ اگر تمہارے پاس کھجوریں ہوں تو اس شخص کا قرض ادا کرنے کیلئے مجھے دے دو۔ جب ہمارے پاس کھجوریں آئیں گی تو تمہارا قرض اتار دوں گا۔ حضرت خولہؓ کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام ملا تو انہوں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپؐ پر قربان ہوں آپؐ کو جتنی ضرورت ہو

www.sirat-e-mustaqeem.com

لے لیں۔ آپ ؐ نے بقدر ضرورت لے کر اعرابی کا قرض ادا کر دیا اور اسے کھانا بھی کھلایا۔ جب وہ چلا تو آپ ؐ کو دعائیں دینے لگا۔

مسند بزار کی ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ نے ایک انصاری کو حکم دیا کہ میری طرف سے قرض ادا کر دو جب اس نے کھجوریں پیش کیں تو اس اعرابی نے یہ کہہ کر رد کر دیں کہ یہ تو میری کھجوروں سے ناقص ہے۔ انصاری نے کہا کیا تو یہ کھجوریں نہ لے گا اور کیا تو اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس جائے گا۔ اس اللہ کے بندے نے کہا ہاں اللہ کے رسول ؐ سے بڑھ کر کون شخص حق پسند ہوگا؟ اس کی بات سن کر اللہ کے رسول ؐ کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں اور فرمایا: تو نے سچ کہا ہے مجھ سے زیادہ انصاف کرنے کا حق دار کون ہے؟ اللہ تعالیٰ اس امت کو باقی نہیں رکھتا جس میں اس کا کمزور اس کے طاقت ور سے اپنا حق کسی دقت کے بغیر نہ لے سکے"۔ (ابن ماجہ، مسند بزار)

جب آپ کی رضاعی بہن مقید ہو کر آپ ﷺ کے پاس آئی

فتح مکہ کے بعد جب معرکہ حنین پیش آیا تو دس ہزار اسلامی فوج کے ساتھ دو ہزار مکی اور بھی شامل ہو گئے اس وقت بعض فوجیوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جب ہم ۳۱۳ تھے اس وقت فتح ہماری تھی۔ اب تو ہم بارہ ہزار ہیں یہاں عجیب معاملہ بن گیا کہ تجربہ کار دشمن نے ایک تنگ و دشوار گزار درہ میں چھپ کر اچانک ایسے زور سے حملہ کیا کہ اس اچانک حملہ سے مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے اس وقت نبی ﷺ بڑی جرات کے ساتھ دشمن کی طرف بڑھے۔ حضرت عباس ؓ نے آگے بڑھ کر رسول اللہ ﷺ کی سواری کی مہار پکڑ لی اور کہا حضور! رک جائیے۔ (اس وقت آگے بڑھنا خود کو موت کے منہ میں دینا ہے) نبی ﷺ نے چچا کو تو کچھ نہ کہا خود اپنی سواری سے اترے اور آگے بڑھتے ہوئے پکارا: انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب

"میں نبی ہوں اس میں ذرا بھی کذب نہیں۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ (میری سچائی کا دارومدار فتح و شکست پہ نہیں) بلکہ میں ہر حال میں نبی و رسول ؐ ہوں"۔

اسکے بعد نبی ﷺ نے حضرت عباس ؓ سے فرمایا کہ چچا جان مہاجرین ؓ و انصار ؓ کو آواز دو کہ رسول اللہ ﷺ تمہیں بلا رہے ہیں۔ (حضرت عباس ؓ جو بہت بلند آواز تھے انہوں نے آواز دی) آپ کا پکارنا ہی تھا کہ مہاجر و انصار دوڑتے ہوئے آئے اور اللہ کے رسول اللہ ﷺ کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ پھر پوری قوت کے ساتھ دشمن پر حملہ آور ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے شکست کو فتح میں بدل دیا اور

www.sirat-e-mustaqeem.com

بہت سا مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ (مثلاً چوبیس ہزار اونٹ ۴۰ ہزار بکریاں چار ہزار اوقیہ چاندی اور ۶ ہزار عورتیں اور بچے ہزاروں بوری اجناس وغیرہ) دشمن جب میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو اسلامی فوج نے لوگوں کو قید کرنا شروع کیا ان میں رسول اللہ ﷺ کی رضاعی بہن ماں حلیمہ کی بیٹی شیماں بنت حارث بھی تھیں۔ جب صحابہؓ نے ان کو گرفتار کیا تو انہوں نے کہا میں تمہارے نبیؐ کی بہن ہوں۔ لوگ تصدیق کے لئے شیماں کو آپؐ کے پاس لے آئے تو انہوں نے اپنی شناخت کرواتے ہوئے کہا حضورؐ یہ دیکھیے جب بچپن میں آپؐ کو کھلاتی تھی تو آپؐ نے دانت سے کاٹا تھا ابھی تک یہ نشان باقی ہے۔ شیماں کی زبان سے یہ سننا تھا کہ فرط محبت سے رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپؐ نے اپنی چادر اتار کر زمین پر بچھا دی اور ارشاد فرمایا:

''بہن تم زمین پر نہیں میری چادر پر بیٹھو' پھر فرمایا اگر میرے پاس رہنا چاہو تو مجھے خوشی ہوگی اور اگر اپنی قوم میں واپس جانا چاہو تو تمہیں اختیار ہے۔ حضرت شیماں نے اپنے اہل خانہ میں ہی واپس جانے کی خواہش کی تو آپ نے بڑی عزت و توقیر کیساتھ رخصت کیا۔ (بعض ارباب سیر نے لکھا ہے کہ شیماں کی سفارش پر نبی ﷺ نے ان کے سارے قیدی رہا کر دیئے اور زر و مال بھی واپس دے دیا) (رحمۃ للعالمین)

آپ نے اللہ کے رسول کو مغموم کر کے کیا لیا ہے؟

ایک مرتبہ ایک صاحب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اللہ کے رسولؐ! زمانہ جاہلیت میں ہم بتوں کے سامنے سرنگوں ہوتے تھے اور غیرت جتانے کے لئے زندہ اولاد کو اپنے ہاتھ سے دفن کر دیتے تھے۔ حضورؐ! جب میری بچی چلنے پھرنے باتیں کرنے کے قابل ہوگئی تو میری غیرت میں ہیجان پیدا ہوا۔ میں نے اسے آواز دی تو وہ خوشی سے دوڑتی ہوئی میرے پاس آئی میں اسے اپنے ہمراہ آبادی سے باہر لے گیا وہاں میری زرعی زمین میں ایک کنواں تھا جب میں اس کی طرف جا رہا تھا تو میری بچی مجھے ابا ابا کہتے ہوئے میرے پیچھے بھاگ رہی تھی جونہی میں کنویں پر پہنچا تو اسے اپنے ہاتھ سے کنویں میں پھینک دیا۔ وہ اب بھی مجھے ابا ابا ہی کہہ رہی تھی مگر میرا دل نہ پسیجا اور اس کی سانس بند ہوگئی۔ اس صاحب سے یہ واقعہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے صاحب واقعہ سے فرمایا: ''آپ نے رسول اللہ ﷺ کو مغموم کر کے کیا لیا ہے؟'' رسول اللہ ﷺ نے منع کرنے والے سے فرمایا: ''آپ انہیں زجر نہ کیجئے ان کے بیان کرنے کا کچھ مقصد ہی ہوگا اور صاحب واقعہ کو ارشاد فرمایا ایک مرتبہ اور بیان کیجئے''۔ جب اس نے دوبارہ بیان کیا تو رحمۃ للعالمین ﷺ کے آنسو پلکوں سے ڈھلک کر رخساروں تک آ پہنچے اور رو رو کر داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی پھر صاحب واقعہ سے فرمایا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس نے جاہلیت کے گناہ معاف فرما دیئے۔ اب آپ لوگوں کو نئی زندگی ملی ہے۔ حسن عمل سے آگے بڑھنے کی کوشش کیجئے۔ (سنن دارمی)

www.sirat-e-mustaqeem.com

سرورعالم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے سورۃ النساء کی چند آیات سنیں تو آپ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہوگیا

رسول اللہ ﷺ مکہ سے باہر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ کسی وادی میں جارہے تھے کہ آپ ﷺ کو سخت پیاس محسوس ہوئی۔ قریب کہیں پانی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ ایک نوجوان بکریاں چرا رہا ہے رسول اللہ ﷺ اس کے قریب آئے اور فرمایا: برخوردار دودھ ہے؟ انہوں نے کہا:

"ہاں ہے مگر میرا نہیں میں تو امانت دار ہوں۔"

نبی ﷺ نے فرمایا "کوئی ایسی بکری جس نے بچے نہ جنے ہوں اور دودھ نہ دیتی ہو وہ لے آؤ"۔ یہ لے آئے۔ آپ ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر بکری کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو وہ دودھ سے بھر آئے۔ آپ ﷺ نے دودھ دوہا۔ خود پیا ابوبکر صدیقؓ کو پلایا اس کے بعد بکری کا تھن خشک ہوگیا۔ انہوں نے عرض کیا یہ کام مجھے بھی سکھلا دیا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم تو تربیت یافتہ لڑکے ہو یہ خوش نصیب حضرت عبداللہ بن مسعودؓ تھے۔ آپؓ اسی دن سے آپ ﷺ کے گرویدہ ہوگئے۔ اور اسلام قبول کرکے آپ ﷺ کے ساتھ رہنے لگے۔

بعض روایات میں ہے کہ ان کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا کہ قرآن چار آدمیوں سے سیکھو: عبداللہ بن مسعودؓ، معاذ بن جبلؓ ابی بن کعبؓ سالم مولی ابی حذیفہؓ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: ابن مسعود ﷺ مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ میں نے عرض کیا آپ ﷺ پر تو نازل

ہوا تو میں آپ ﷺ ہی کو سناؤں؟ ﷺ فرمایا: ہاں سناؤ میرا دل چاہتا ہے کہ میں تم سے سنوں تو میں نے سورۃ النساء کی تلاوت شروع کردی۔ جب میں اس آیت پر پہنچا:

﴿فکیف اذا جئنا من کل امة بشهید و جئنا بك علی هؤلاء شهیدا﴾

"اور اے پیغمبر ﷺ! اس دن کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے گواہ طلب کریں گے اور ہم تجھے بھی ان لوگوں پر گواہی دینے کے لئے بلائیں گے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ اس آیت کا پڑھنا تھا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ابن مسعودؓ ٹھہر جاؤ"۔ میں رک گیا اور آنکھ اٹھا کر دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے سیل اشک رواں تھا۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ایک جنگل میں بیٹھ کر بہت روئے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے مجھ کو ارشاد فرمایا کہ "(اے ابو ہریرہؓ) میں تجھ کو دنیا و مافیہا دکھاؤں" میں نے عرض کیا: جی ہاں"۔

رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مدینہ طیبہ کے ایک جنگل میں لے گئے۔ جنگل میں ایک جگہ کھوپڑی پاخانہ اور ہڈیاں وچیتھڑے پڑے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابو ہریرہؓ! یہ کھوپڑیاں ایسی ہی چاہت کیا کرتی تھیں جیسے تم کرتے ہو آج ایسی ہوگئی ہیں کہ ان پر چمڑہ بھی باقی نہیں رہا۔ اب چند دن میں یہ راکھ ہو جائیں گی اور یہ پاخانہ جو تم دیکھتے ہو یہ ان کی غذا تھی نامعلوم کہاں کہاں سے کما کر کھایا۔ آج ایسا ہوگیا ہے کہ تم کو اس سے نفرت ہے اور یہ چیتھڑے ان کے لباس کے ہیں کہ ہوا ان کو اڑائے پھرتی ہے اور یہ ہڈیاں ان کے چوپایوں کی ہیں جن پر چڑھ کر یہ شہر بہ شہر پھرا کرتے تھے۔

پس جب یہ انجام ناپائیدار دنیا کا ہے تو مقام عبرت و گریہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر ہم خوب روئے اور جب تک خوب رو نہ لیے تب تک یہاں سے نہ لوٹے۔

آپؐ نے متعدد قسم کے کھانے اپنے سامنے دیکھے تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے

ایک روز رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف فرما تھے کہ بھوک نے بے قرار کر دیا۔ عین دوپہر کے وقت آپؐ گھر سے نکلے۔ سرراہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوگئی نبی ﷺ نے دونوں جاں نثاروں سے دوپہر کے وقت گھر سے نکلنے کا سبب دریافت فرمایا تو عرض کرنے لگے: اللہ کے رسولؐ بھوک نے گھر سے نکلنے پر مجبور کیا۔ تو (آپؐ سے ملاقات ہوگئی) آپؐ ان جاں نثاروں کو ساتھ لے کر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر آ گئے۔ اس وقت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اپنے باغ میں تھے ان کی بیوی کو خبر ہوئی تو باہر نکل کر عرض کی اللہ کے رسول (ﷺ) کا آنا مبارک ہو۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: "ابوایوبؓ کہاں ہے؟"

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ جو گھر کے نزدیک ہی اپنے باغ میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی آواز سن کر دوڑے ہوئے آئے اور مرحبا کہہ کر عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ یہ وقت آپؐ کے آنے کا نہیں۔ آج خلاف معمول کیسے تشریف آوری ہوئی؟ رسول اللہ ﷺ نے وجہ بیان کی تو یہ فوراً باغ سے کھجوروں کا خوشہ توڑ لائے اور عرض کیا آپ کھالیں۔ میں گوشت تیار کرواتا ہوں۔ میزبانؓ رسولؐ نے جلدی سے بکری ذبح کر کے سالن اور روٹیاں پکوا کر پیش خدمت کیں۔ آپؐ نے تھوڑا سا گوشت ایک روٹی پر رکھ کر فرمایا کہ یہ فاطمہؓ کو بھجوا دو۔ وہ بھی کئی روز سے بھوکی ہے۔ پھر خود صحابہ کرامؓ کے ساتھ مل کر کھانا کھانے لگے اور جب متعدد قسم

www.sirat-e-mustaqeem.com

کے کھانے سامنے دیکھے تو آنکھوں سے آنسو بھر آئے۔ پھر ارشاد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا ہے تا کہ:

"قیامت کے دن نعمت کے بارے میں تم سے سوال ہوگا وہ یہی چیزیں ہیں"۔

(ترغیب وترہیب)

❀❀❀

رسول اللہ ﷺ اور خشیت الٰہی

①

رسول اللہ ﷺ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے تھے۔ باوجود اس کے کہ آپ تمام انبیاء علیہم السلام کے سردار، خاتم الانبیاء اور اللہ تعالیٰ کے محبوب خاص تھے۔ خشیت الٰہی کی وجہ سے اکثر رسول اللہ ﷺ پر رقت طاری ہو جاتی اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے۔ خشیت الٰہی کا آپؐ پر یہ اثر تھا کہ آپؐ فرماتے (لوگو) اللہ کی قسم مجھے علم نہیں کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمہارے ساتھ کیا۔ (حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں)

(بخاری)

②

حضرت ابی بن کعبؓ سے روایت ہے کہ جب دو ثلث رات گزر جاتی تو رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے: لوگو (خدا کو یاد کرو) زلزلہ آرہا ہے۔ اس کے پیچھے آنے والا آرہا ہے۔ موت اپنے سامان کے ساتھ آپہنچی ہے۔ (مشکوۃ)

ایک مرتبہ رات کو ارشاد فرمایا: من یوقظ صاحب الحجرات "کوئی ہے جو ان حجرے والیوں کو بھی جگا دے۔" لکی یصلین تا کہ یہ نماز پڑھ لیں (تہجد کی نماز)۔ بہت ساری دنیا میں کپڑے پہننے والیاں قیامت کے دن برہنہ اٹھائی جائیں گی۔

ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: "لوگو! جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم جانتے ہوتے تو تم ہنستے کم اور روتے زیادہ"۔ (بخاری، مسلم)

www.sirat-e-mustaqeem.com

۳

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: ''اللہ کے رسولؐ! آپؐ کے بال کیوں سفید ہو گئے ہیں؟'' آپؐ نے فرمایا: ''قرآن مجید کی پانچ سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ مجھے سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا' مجھے سورہ مرسلات' سورہ واقعہ' سورہ عم یتساءلون اور سورہ کورت نے بوڑھا کر دیا۔ (ان سورتوں میں قیامت کی سختیوں کا ذکر ہے) (شمائل ترمذی)

۴

ایک دفعہ آپؐ نے بڑا ہی موثر خطبہ ارشاد فرمایا: خطبہ میں لوگوں سے فرمایا: اے معشر قریش! اپنے آپ کی خبر لو میں تم کو خدا سے نہیں بچا سکتا اے بنی عبد مناف! میں تم کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ اے صفیہؓ! (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی ہیں) میں تجھ کو بھی خدا سے نہیں بچا سکتا۔ (بخاری' مسلم)

۵

رسول اللہ ﷺ خود بھی خشیت الٰہی کی وجہ سے روتے اور لوگوں کو بھی ارشاد فرماتے: ''لوگو! روؤ رونا نہ آئے تو زبردستی روؤ' جہنمی روئیں گے تو ان کے رخساروں پر نہروں جیسے گڑھے پڑ جائیں گے۔ آخر آنسو ختم ہو جائیں گے اور آنکھیں خون برسانے لگیں گی۔ ان کی آنکھوں سے اس قدر آنسو نکلے ہوں گے کہ اگر ان میں کوئی کشتی چلانا چاہے تو چلا سکے گا۔ (ابن کثیر)

۶

ابوداؤد شریف میں حضرت مطرفؒ کا بیان ہے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا کہ آپؐ کے سینے میں رونے کی وجہ سے چکی چلنے اور ہانڈی پکنے کی آواز کی طرح آواز آ رہی تھی

رسول اللہ ﷺ کی نمازوں میں خشیت الٰہی کا یہ حال ہوتا کہ جب تلاوت کرتے ہوئے کوئی عذاب کی آیت آتی تو دیر تک بڑے تضرع کے ساتھ عذاب سے پناہ مانگتے رہتے اور جب کوئی رحمت کی آیت آتی تو اللہ تعالیٰ سے رحمت طلب کرتے۔ زیادہ قیام کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے پاؤں متورم ہو جاتے۔

شمائل ترمذی میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ اتنی لمبی نفلی نماز پڑھتے تھے کہ آپؐ کے قدم مبارک ورم کر گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اللہ کے رسولؐ! آپؐ اس قدر مشقت برداشت کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اول و آخر سب گناہ بخش دیئے ہیں۔ نبی ﷺ فرماتے: ''جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر انعام کیا ہے تو میں اس کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔''

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ ﷺ کبھی کبھی ساری ساری رات قیام میں رہتے۔ قیام میں قرآن کی سب سے بڑی سورتیں بقرہ' آل عمران' نساء پڑھتے۔ (مسند احمد)

۷

((عبدالله بن شخير عن ابيه قال اتيت رسول الله صلى الله عليه و سلم و هو يصلى و لجوفه ازيز كازيز المرجل من البكاء ......)) الخ

حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی ہچکی بند گئی اور یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے چکی چل رہی ہو یا ہنڈیا ابل رہی ہو۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

www.sirat-e-mustaqeem.com

زاد المعاد میں ہے:

ایک مرتبہ سورج گرہن ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فوراً نماز کسوف پڑھنی شروع کر دی۔ نماز میں آپؐ پر سخت گریہ طاری تھا اور آپؐ رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے۔

((رب الم تعدنی ان لاتعذبهم و انافیهم لیتعذذون ونحن نستغفرك))

اے اللہ تو نے وعدہ کیا ہے کہ ان لوگوں کو دو صورتوں میں عذاب نہیں دیا جائے گا۔ (۱) جب تک کہ میں (محمدؐ) ان میں ہوں۔ (۲) جب تک کہ یہ استغفار کرتے رہیں۔

اے پروردگار! اب میں بھی ان میں موجود ہوں اور سب استغفار بھی کر رہے ہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

((لكل نبی دعوة يدعوا بها فاستجيب لها فجعلت دعوتی شفاعة لامتی يوم القيمة))

(اے پروردگار) ہر نبی کے لئے ایک دعا تھی وہ مانگتے رہے اور ان کی دعا قبول ہوتی رہی۔ میں نے اپنی دعا کو اپنی امت کی شفاعت کے واسطے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھا ہے۔ (بخاری)

انبیاء علیہم السلام اور اہل اللہ کا خشیت الٰہی میں آنسو بہانا

حضرت نوح علیہ السلام کا نام نوح اس لئے پڑا کہ آپ کثرت سے نوحہ کرتے تھے، روتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام چالیس روز تک سجدہ میں پڑے گڑگڑاتے رہے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مکہ میں گھر کے باہر رو رو کر قرآن مجید کی تلاوت کرتے اور یہ اتنا رقت انگیز منظر ہوتا کہ مسلمانوں کے علاوہ کافر و مشرک سامعین میں سے بھی ہر ایک کا دامن آنسوؤں سے تر ہو جاتا۔

سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سفر و حضر کے ساتھی تھے، آج قبر کے ساتھی اور کل حشر میں اور جنت میں بھی آپؐ کے ساتھی ہوں گے۔ انبیاء علیہم السلام کے بعد اگر سب سے زیادہ کسی کا مرتبہ ہے تو وہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں باوجود اتنی فضیلت کے آپؓ کی خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا۔ فرمایا کرتے تھے کاش! میں ایک درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ مجھ میں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ میں کچھ تکرار ہو گیا۔ آپ نے مجھے کچھ سخت الفاظ کہہ دیئے جو مجھے ناگوار گزرے۔ کچھ توقف کے بعد فرمانے لگے: ربیعہؓ تو بھی مجھ کو ویسا ہی کہہ لے تاکہ بدلہ ہو جائے۔ میں نے انکار کیا تو فرمانے لگے کہہ لو ورنہ میں حضور ﷺ سے شکایت کروں گا۔ میں نے پھر انکار کر دیا تو آپؓ اٹھ کر چلے گئے اسی اثناء میں بنو اسلم کے کچھ لوگ آئے اور کہنے لگے یہ بڑی عجیب بات ہے خود ہی زیادتی کی اور خود ہی حضورؐ سے شکایت۔ ربیعہؓ کہتے ہیں میں نے بنو اسلم کے لوگوں سے کہا: تم جانتے بھی ہو یہ کون تھے؟ یہ ابوبکر صدیقؓ تھے۔ اگر یہ ناراض ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ خفا ہو جائیں گے۔ اگر اللہ کے رسولؐ ناراض ہو گئے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہو جائیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

گے تو ایسے میں کیا ربیعہ ہلاک نہ ہو جائے گا؟ حضرت ابوبکر صدیقؓ دنیا میں ہی کیے کا حساب چکانا چاہتے تھے تا کہ قیامت کے دن باز پرس نہ ہو۔ یہ تھا اس ہستی کا خوف خدا، جس کے بارے میں سید المرسلین ﷺ نے آخری وقت فرمایا تھا:

''میں سب کے احسانات کا بدلہ دے چکا ہوں لیکن صدیقؓ کے احسانات کا بدلہ دنیا میں نہیں دے سکا۔ اس کے احسانات کا بدلہ آخرت کو ہی چکاؤں گا۔ (ملخص صحاح ستہ)

ابن ابی دنیا میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو شہر کے گشت کے لئے نکلے تو ایک مکان سے آواز آئی کوئی مسلمان درد دل سے سورہ طور کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپؓ نے فوراً سواری روک لی اور کھڑے ہو گئے۔ قرآن سننے لگے۔ جب قاری ان آیات پر پہنچا:

﴿ان عذاب ربك لواقع ماله من دافع﴾

''بلاشبہ تیرے رب کا عذاب واقع ہو کر رہے گا۔ اسے کوئی روکنے والا نہیں ہے۔''

فوراً زبان سے نکلا: ''رب کعبہ کی قسم! یہ سچ ہے''۔ پھر اپنی سواری سے اترے اور دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے اور دیر تک روتے رہے کافی دیر بعد ہوش و حواس کچھ سنبھلے تو گھر لوٹے مگر ان آیات نے دل میں کچھ ایسا خوف پیدا کیا کہ ایک ماہ تک بیمار پڑے رہے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ خود تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے ان عذاب ربک لواقع تو روتے روتے ہچکی بندھ گئی۔ (ابن کثیر)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تہجد کی نماز میں کبھی کبھی اتنا روتے کہ روتے روتے گر جاتے اور بیمار ہو جاتے۔ آپؓ صبح کی نماز میں اکثر سورۃ کہف، سورۃ طٰہٰ وغیرہ بڑی

سورتیں تلاوت فرماتے، نماز میں تلاوت کرتے کرتے اتنا روتے کہ کئی کئی صفوں تک آواز جاتی۔ ایک مرتبہ یوسف پڑھ رہے تھے جب اس آیت پر پہنچے:

﴿اِنَّمَآ اَشْكُوْ بَثِّيْ وَحُزْنِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾

تو اتنا روئے کہ آواز نکلنا بند ہو گئی یہ اس شخص کا خوف خدا ہے جس کی نیکیاں آسمان کے ستاروں کے برابر ہیں اور جس کے متعلق سرور عالم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((لو کان بعدی نبیا لکان عمر))

''اگر میرے بعد کوئی نبی ہونا ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتے۔''

((لکن انا خاتم النبیین لا نبی بعدی))

''میں آخری نبیؑ ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

داماد رسول، سفیر رسول، ناشر القرآن سیدنا حضرت عثمان ذوالنورینؓ جن کو کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے جنت کی بشارت دی، ان کے خوف خدا اور فکر آخرت کا یہ حال تھا کہ جب کبھی آپؓ کے سامنے قبر کا ذکر چھڑتا تو خدا کی طرف سے قبر میں ہونے والے دردناک قسم کے عذابوں کا جان کر رنگ زرد پڑ جاتا اور رو رو کر داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو جاتی۔

خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو کسی نے عید کے دن دیکھا کہ خشک روٹی پانی میں ڈبو ڈبو کر کھا رہے ہیں۔ دیکھنے والے نے کہا:

''اے ابوترابؓ! آج عید ہے اور آپ خشک روٹی کھا رہے ہیں؟''

آپؓ نے فرمایا: ''ہماری عید تو اس دن ہوتی ہے جس دن گناہ کوئی نہ ہو۔''

حضرت شبلی رحمہ اللہ کو عید کے دن کسی نے متفکر و پریشان دیکھ کر وجہ دریافت کی، تو آپ نے فرمایا: ''لوگ عید میں مشغول ہو کر خدا کی وعید کو بھول گئے۔''

www.sirat-e-mustaqeem.com

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اس قدر روتے تھے کہ آنسوؤں کے ہر وقت بہنے سے دو نالیاں سی بن گئی تھیں۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ خلیل رسول پر خشیت الٰہی کا یہ اثر تھا' آپؓ فرماتے:

''کاش! میں ایک درخت ہوتا کہ کاٹ دیا جاتا۔''

حضرت ابن عمرؓ بہت رویا کرتے تھے حتیٰ کہ روتے روتے آنکھیں بھی بے کار ہو گئی تھیں۔ کسی شخص نے ایک مرتبہ دیکھ لیا تو فرماتے لگے کہ میرے رونے پر تعجب کرتے ہو' اللہ کے خوف سے سورج روتا ہے ایک مرتبہ ایسا ہی قصہ آیا تو فرمایا کہ اللہ کے خوف سے چاند روتا ہے۔

ایک نوجوان صحابی رضی اللہ عنہ پر حضور کا گزر ہوا وہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے۔ جب فاذا انشقت السماء فکانت وردة کالدھان پر پہنچے تو بدن کے بال کھڑے ہو گئے۔ روتے روتے دم گھٹنے لگا اور کہنے لگے آہ! جس دن آسمان پھٹ جائیں گے (قیامت کے دن) میرا کیا حال ہوگا؟ ہائے میری بربادی' حضور ﷺ نے فرمایا: ''تمہارے اس رونے کی وجہ سے فرشتے بھی رونے لگے ہیں۔''

ایک انصاریؓ نماز تہجد سے فارغ ہو کر بیٹھ کر بہت روئے' کہتے تھے اللہ تعالیٰ ہی سے فریاد کرتا ہوں جہنم کی سخت آگ سے بچائے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے آج فرشتوں کو رلا دیا۔

حضرت عبداللہ بن رواحہؓ ایک جلیل القدر صحابی تھے ایک دن رونے لگے۔ بیوی بھی ان کی حالت کو دیکھ کر رونے لگیں۔ پوچھا کہ تم کیوں روتی ہو؟ کہنے لگیں کہ جس وجہ سے آپ روتے ہیں۔ عبداللہ بن روحہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وجہ سے رو رہا ہوں کہ جہنم پر تو گزرنا ہی ہے' نہ معلوم نجات ہو سکے گی یا وہیں رہ جاؤں گا۔

زرارہ بن اوفیٰ ایک مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت فاذا نقر فی الناقور۔ پر پہنچے تو فوراً گر گئے اور انتقال ہو گیا' لوگ اٹھا کر گھر تک لائے۔

حضرت خلیدؒ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے جب اس آیت کل نفس ذائقة الموت پر پہنچے تو اس کو بار بار پڑھنے لگے تھوڑی دیر بعد گھر کے ایک کونے سے آواز آئی کہ کتنی مرتبہ اس کو پڑھو گے؟ تمہارے اس بار بار پڑھنے سے چار جن مر چکے ہیں۔

ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت وردوا الی اللہ مولٰھم الحق پر پہنچے تو ایک چیخ ماری اور تڑپ تڑپ کر فوت ہو گئے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

خشیت الٰہی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا انعام ہے جس کو نصیب ہو جائے اس کی فضیلت

حضرت فضیل رحمۃ اللہ علیہ (مشہور بزرگ ہیں) کہتے ہیں کہ اللہ کا خوف ہر چیز کی طرف رہبری کرتا ہے۔

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے سب ہی واقف ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ''جب بھی میں اللہ سے ڈرا ہوں اس کی وجہ سے مجھ پر حکمت اور عبرت کا دروازہ کھلا ہے جو اس سے پہلے نہیں کھلا۔''

حدیث شریف میں آیا ہے اللہ جل شانہ فرماتے ہیں کہ ''میں اپنے بندے پر دو خوف جمع نہیں کرتا اور دو بےفکریاں نہیں دیتا۔ اگر دنیا میں مجھ سے بےفکر رہے تو قیامت سے ڈراتا ہوں اور اگر دنیا میں ڈرتا رہے تو آخرت میں بےفکری عطا کرتا ہوں۔''

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ: ''جو اللہ سے ڈرتا ہے ہر چیز اس سے ڈرتی ہے۔ اور جو غیر اللہ سے ڈرتا ہے اس کو ہر چیز ڈراتی ہے۔''

یحییٰ بن معاذ کا قول ہے کہ: ''آدمی جہنم سے اتنا ڈرنے لگے جتنا تنگ دستی سے ڈرتا ہے تو سیدھا جنت میں جائے۔''

حضرت ابو سلیمان رضی اللہ عنہ درانی فرماتے ہیں: جس دل سے اللہ کا خوف جاتا رہتا ہے وہ برباد ہو جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس آنکھ سے اللہ کے خوف کی وجہ سے ذرا سا آنسو نکل آئے۔ خواہ مکھی کے سر کے برابر ہی کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس چہرہ پر

جہنم کی آگ کو حرام فرماتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ جب مسلمان کا دل اللہ کے خوف سے کانپتا ہے تو اس کے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جیسے سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ: ''جو شخص اللہ تعالیٰ کے خوف سے روئے اس کا آگ میں جانا ایسا ہی مشکل ہے جیسے دودھ کا تھنوں میں واپس جانا''۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ بنانی کی آنکھیں دکھنے لگیں۔ حکیم نے کہا ایک بات کا وعدہ کرلو آنکھیں اچھی ہو جائیں گی کہ رویا نہ کرو' کہنے لگے: ''آنکھ میں کوئی خوبی نہیں اگر وہ روئے نہیں''۔

رسول اللہ ﷺ خوف خدا اور فکر آخرت سے بعض دفعہ ساری ساری رات روتے رہتے۔

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ کا امت کے لئے رونا

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا:

﴿رَبِّ إِنَّهُنَّ أَضْلَلْنَ كَثِيرًا مِّنَ النَّاسِ فَمَن تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَمَنْ عَصَانِي فَإِنَّكَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ﴾

"اے پروردگار انہوں نے بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے' ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہ میری جماعت سے ہے اور جو میری نافرمانی کرے تو تو بہت بخشنے والا رحم کرنے والا ہے"۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد نبی ﷺ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول تلاوت کرتے جاتے اور روتے جاتے:

﴿إِن تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِن تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

"(اے اللہ) اگر تو ان کو عذاب دے تو وہ تیرے بندے ہیں اگر معاف کردے تو تو غالب اور دانا ہے"

راوی فرماتے ہیں: یہ پڑھ کر رسول اللہ ﷺ دونوں ہاتھ اٹھا کر اللھم امتی' اللھم امتی' فرمانے لگے جب رسول اللہ ﷺ نے رو رو کر اپنی امت کو یاد کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جاؤ جا کر میرے رسول ﷺ سے دریافت کرو کہ وہ کیوں رو رہے ہیں؟ حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور رسول اللہ

ﷺ سے آنسو بہانے کی وجہ پوچھی ۔ نبی ﷺ نے سبب بیان کیا تو اللہ تعالیٰ نے جبریل علیہ السلام سے کہا جاؤ جا کر میری طرف سے آپ ﷺ کو یہ خوش خبری سنا دو کہ ہم آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی امت کے بارے میں خوش کر دیں گے۔ (صحیح مسلم)

○ ○ ○

www.sirat-e-mustaqeem.com

ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ پیشانی بار بار زمین پر رکھتے اور آہ وزاری کرتے رہے

حضرت سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے اور جب مقام زو کے قریب پہنچے تو نبی ﷺ سواری سے اتر گئے اور ہاتھ اٹھا کر دیر تک بارگاہ الٰہی میں دعا کرتے رہے پھر سجدے میں گر گئے اور دیر تک اسی حالت میں پڑے رہے۔ پھر سر اٹھا کر بدستور دعا کے لئے ہاتھ پھیلائے اور پھر دیر تک سجدے میں سر رکھ کر پڑے رہے پھر اٹھ کر بڑے ہی تضرع کے ساتھ دعا شروع کی اس کے بعد پیشانی خاک پر رکھی۔ اس دعا وسجود سے فارغ ہو کر صحابہؓ سے فرمایا' میں نے اپنی امت کی مغفرت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی جس کا ایک حصہ مقبول ہوا تو میں شکریے کے لئے سجدے میں گر پڑا۔ پھر مزید دعا کی' اس نے وہ بھی قبول کی تو میں سجدہ شکر بجالایا۔ اس کے بعد پھر دعا و آہ وزاری کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی شرف قبولیت بخشا تو میں سجدے میں گر پڑا۔ سورہ والضحیٰ میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کے اسی وصف کو نمایاں فرمایا ہے:

﴿وَالضُّحٰى ۝ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ۝ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى ۝ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى ۝ وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى ۝ اَلَمْ يَجِدْكَ يَتِيْمًا فَاٰوٰى ۝ وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى ۝ وَوَجَدَكَ عَآئِلًا فَاَغْنٰى ۝ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝ وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝﴾

"(اے پیغمبرؐ!) دن کے پہلے پہر کی قسم' اور رات کی قسم' جب وہ پردہ ڈال دے کہ تیرے پروردگار نے نہ تجھ کو چھوڑا اور نہ ہی تجھ سے ناراض ہوا۔ یقیناً تیری پچھلی زندگی پہلی سے بہتر ہے وہ تجھ کو وہ کچھ دے گا جس سے تو خوش ہو جائے گا کیا اس نے تم کو یتیم نہیں پایا تو اپنی پناہ میں لے لیا اور تجھ کو راہ بھولا بھٹکا پایا تو سیدھی راہ دکھا دی اور تجھ کو مفلس پایا تو غنی کر دیا' تو (ان نعمتوں کے شکریہ میں) یتیم پر ظلم نہ کرنا' اور سائل کو نہ جھڑکنا اور اپنے پروردگار کے احسانات کو یاد کرتے رہنا۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں نبی علیہ السلام بقیع میں جانے کے لیے اٹھے آپؐ نے سمجھا میں سوئی ہوئی ہوں جب کہ میں جاگتی تھی

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ایک رات رسول اللہ ﷺ چپ چاپ بستر سے اٹھے اور چل دیئے۔ رسول اللہ ﷺ نے سمجھا کہ میں سوئی ہوئی ہوں حالانکہ میں جاگتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ گھر سے نکلے تو میں بھی (دبے پاؤں) رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چل پڑی۔ آپؐ جنت البقیع میں داخل ہو گئے۔ (وہاں دیر تک) دعا و زاری کرتے رہے جب رسول اللہ ﷺ واپس ہونے لگے تو میں جلدی جلدی قدم اٹھاتی آپؐ سے پہلے گھر پہنچ گئی۔ جب آپؐ نے میرا حال جانا تو فرمایا کہ عائشہؓ! تمہارا کیا خیال تھا؟ میرے پاس تو جبریل علیہ السلام آئے تھے کہ میں بقیع میں جا کر دعا وزاری کروں تا کہ اللہ تعالیٰ ان مدفونین کے گناہ معاف کر دے۔

(ملخص نسائی)

جب رات ہوتی اور گھر کے لوگ سو جاتے تو رحمۃ للعالمین ﷺ کبھی چپ چاپ بستر سے اٹھتے اور دعا و مناجات الٰہیہ میں مصروف ہو جاتے۔ رسول اللہ ﷺ بڑے ہی تضرع کے ساتھ رحمت خداوندی کو متوجہ کراتے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ ایک رات جو میری آنکھ کھلی تو میں نے آپ کو بستر پر نہ پایا۔ میں نے خیال کیا کہ شاید آپؐ کسی اور بیوی کے حجرے میں تشریف لے گئے ہیں۔ اندھیرے میں ہاتھ سے ادھر ادھر ٹٹولا تو دیکھا کہ جبین اقدس خاک پر ہے اور رسول اللہ ﷺ دعا و زاری میں مصروف ہیں۔ مجھے اپنے شبہ پر ندامت ہوئی میں نے دل میں کہا: سبحان اللہ ہم کسی خیال میں ہیں اور آپؐ کس عالم میں۔ (نسائی)

رسول اللہ ﷺ کا تمام رات روتے رہنا

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ تمام رات روتے رہے اور صبح تک نماز میں یہ آیت تلاوت فرماتے رہے:

﴿اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾

''اگر تو عذاب دے تو تیرے بندے ہیں اگر تو معاف کر دے تو تو غالب اور حکمت والا ہے۔'' (مسلم، احمد)

قبر کا منظر دیکھ کر آپؐ بے اختیار رو پڑے

حضرت براء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازہ میں شریک تھے۔ (جب میت کو لحد میں اتارا گیا تو) آپؐ سر قبر بیٹھ گئے۔ (یہ منظر دیکھ کر) آپؐ اس قدر روئے کہ قبر کے کنارے کی مٹی (آپؐ کے آنسوؤں سے) تر ہو گئی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اس خطرناک مقام کے لیے کچھ تیاری کر لو۔''

(ابن ماجہ و ترغیب)

www.sirat-e-mustaqeem.com

رسول اللہ ﷺ تہجد کے لئے اٹھے اور اتنا روئے کہ آپ ؐ کے آنسوؤں سے زمین تر ہوگئی

ابن مردویہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عطاءؒ حضرت ابن عمرؓ حضرت عبیدہ بن عمیرؒ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس آئے اور عرض کیا ہم یہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں کہ سب سے زیادہ عجیب بات جو آپ ؐ نے رسول اللہ ﷺ کی دیکھی ہو وہ ہمیں بتاؤ۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ یہ سن کر رونے لگیں اور فرمانے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ کے تو تمام کام عجیب تر تھے۔ (اب آپ نے سوال کیا ہے تو میں ایک واقعہ سناتی ہوں۔)

ایک رات میری باری تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور میرے ساتھ سوئے۔ پھر مجھ سے فرمانے لگے: عائشہؓ! میں اپنے رب کی کچھ عبادت کرنا چاہتا ہوں' مجھے جانے دے۔ میں نے عرض کی: اللہ کے رسول ؐ خدا کی قسم میں آپ کا قرب چاہتی ہوں اور یہ بھی میری تمنا ہے کہ آپ ؐ اللہ عزوجل کی عبادت بھی کریں۔ اب آپ ؐ اٹھے۔ مشک سے پانی لے کر وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑے ہو گئے پھر (قیام میں) جو رونا شروع کیا اتنا روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر بہ تر ہو گئی۔ پھر سجدے میں گر گئے۔ (یہاں بھی) اتنا روئے کہ آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ (نماز کے بعد) کروٹ کے بل لیٹ کر روتے رہے یہاں تک کہ بلال ؓ آئے اور رسول اللہ ﷺ کو نماز کے لئے بلایا بلالؓ نے جب رسول اللہ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو عرض کیا: اے اللہ کے سچے رسول ؐ! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اول آخر تمام گناہ معاف

فرمادیئے ہیں۔ آپ ؐ نے فرمایا: بلال میں کیوں نہ روؤں؟ آج رات مجھ پر یہ آیت اتری ہے:

﴿ان فی خلق السموات والارض ......﴾

تباہی ہے اس شخص کے لئے جو اسے پڑھے اور پھر غور وفکر نہ کرے۔ (ابن کثیر)

عبد بن حمید کی تفسیر میں یہ بھی ہے کہ جب ہم حضرت عائشہ صدیقہؓ کے پاس گئے ہم نے سلام کیا۔ آپ نے پوچھا: تم کون لوگ ہو؟ ہم نے اپنے نام بتائے۔ (جو اوپر بیان ہو چکے ہیں) روایت کے آخر میں یہ بھی فرمایا: "نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنی داہنی کروٹ رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر لیٹے اور روتے رہے۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ حضرت بلال ؓ کے دریافت کرنے پر رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: "کیا میں شکر گزار بندہ نہ بنوں اور آیت کے نازل ہونے کے بارے میں عذاب النار تک آپ ؐ نے تلاوت کی۔

صحیح بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رات کے ایک پچھلے پہر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ ؐ بیدار ہوئے اور آنکھیں ملتے ہوئے اٹھے پھر آسمان کی طرف نگاہ کرکے یہ آیات پڑھیں:

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ۝ الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا

www.sirat-e-mustaqeem.com

بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۱۹۱﴾ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ
تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۱۹۲﴾
رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا
بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ڰ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا
سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ﴿۱۹۳﴾ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا
عَلٰي رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ
الْمِيْعَادَ ﴿۱۹۴﴾ فَاسْتَجَابَ لَھُمْ رَبُّھُمْ اَنِّىْ لَآ اُضِيْعُ عَمَلَ
عَامِلٍ مِّنْكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى ۚ بَعْضُكُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۚ
فَالَّذِيْنَ ھَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِھِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ
سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْھُمْ سَيِّاٰتِھِمْ
وَلَاُدْخِلَنَّھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ ۚ ثَوَابًا مِّنْ
عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿۱۹۵﴾ لَا يَغُرَّنَّكَ
تَقَلُّبُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِي الْبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۣ
ثُمَّ مَاْوٰىھُمْ جَهَنَّمُ ۭ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
رَبَّھُمْ لَھُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِيْنَ
فِيْھَا نُزُلًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّلْاَبْرَارِ ﴿۱۹۸﴾
وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ الْكِتٰبِ لَمَنْ يُّؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ
اِلَيْكُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْھِمْ خٰشِعِيْنَ لِلّٰهِ ۙ لَا يَشْتَرُوْنَ
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَـمَنًا قَلِيْلًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ

اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۹۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا
وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا ۣ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴿۲۰۰﴾

(آل عمران: آیت ۱۹۰ تا ۲۰۰)

"بلاشبہ آسمان و زمین کی خلقت میں اور رات دن کے ایک کے بعد ایک آتے رہنے میں اہل عقل کے لئے بڑی ہی نشانیاں ہیں ان کے لئے جو کھڑے، بیٹھے اور اپنے پہلوؤں پر خدا کو یاد کرتے رہتے ہیں اور آسمان و زمین کی خلقت میں غور فکر کرتے رہتے ہیں۔ ان کی دعا یہ ہوتی ہے کہ اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ کارخانہ بے مقصد نہیں پیدا کیا تو اس بات سے پاک ہے کہ کوئی عبث کام کرے۔ (خدایا) ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا تو بلاشبہ اس کو تو نے رسوا کر دیا اور ظالموں کا کوئی بھی مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب ہم نے ایک پکارنے والے کو سنا جو ایمان کی طرف بلا رہا تھا وہ کہہ رہا تھا کہ (لوگو) اپنے پروردگار پر ایمان لاؤ' تو ہم ایمان لائے۔ اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو بخش دے۔ ہماری برائیاں مٹا دے اور ہمیں وہ سب کچھ عطا کر جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی ہم سے وعدہ فرمایا تھا اور قیامت کے دن ہمیں ذلت و خواری نصیب نہ کرنا بلاشبہ تو ہی ہے کہ تیرا وعدہ کبھی خلاف نہیں ہو سکتا۔

(اللہ تعالیٰ کا جواب) میں تم میں سے کسی کا عمل ضائع کرنے والا نہیں ہوں۔ خواہ مرد ہو یا عورت تم سب ایک دوسرے کے ہم جنس ہو۔ لہٰذا جن لوگوں نے میری خاطر اپنے وطن چھوڑے اور میری راہ میں اپنے

www.sirat-e-mustaqeem.com

گھروں سے نکالے گئے اور ستائے گئے اور میرے لئے لڑے اور مارے گئے ان سب کے قصور میں معاف کردوں گا اور انہیں ایسے باغوں میں داخل کروں گا جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی یہ ان کی جزا ہے اللہ کے ہاں۔ اور بہترین جزا اللہ ہی کے پاس ہے۔ اے نبیؐ دنیا کے ملکوں میں خدا کے نافرمان لوگوں کا چلنا پھرنا تمہیں کسی دھوکے میں نہ ڈال دے یہ محض چند۔۔۔ زندگی ہے' تھوڑا سا لطف ہے پھر یہ سب جہنم میں ڈالے جائیں گے جو بدترین جائے قرار ہے برعکس اس کے جو لوگ اپنے رب سے ڈرتے ہوئے زندگی بسر کرتے ہیں۔ ان کے لئے ایسے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اللہ کی طرف سے یہ سامان ضیافت ہے جو ان کے لئے ہے اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے بلاشبہ جو نیک لوگوں کے لیے ہے وہی ۔۔۔۔ بہتر ہے۔ اہل کتاب میں بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔ اس کتاب پر ایمان لاتے ہیں جو تمہاری طرف بھیجی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو اس سے پہلے خود ان کی طرف بھیجی گئی تھی۔ اللہ کے آگے جھکے ہوئے ہیں اور اس کی آیات کو تھوڑی سی قیمت پر بیچ نہیں دیتے۔ ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے اور اللہ حساب چکانے میں دیر نہیں لگاتا۔ اے لوگو! جو ایمان لائے ہو صبر کرو اور تھام رکھو ایک دوسرے کو (اور دشمن سے جہاد کے لیے) ہمیشہ مستعد رہو اور اللہ سے ڈرو تا کہ تم کامیاب ہو سکو'۔ (ابن کثیر)

❀❀❀

رسول اللہ ﷺ رات کو بڑے ہی تضرع و زاری کے ساتھ یہ مبارک کلمات بھی پڑھتے

حضرت ابن عباس ؓ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ رات کو تہجد پڑھنے کے لیے اٹھتے تو رسول اللہ ﷺ یہ الفاظ بھی پڑھتے جو سراپا اثر اور روحانیت میں ڈوبے ہوئے ہیں:

((اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ لَكَ مُلْكُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حق و قَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَ مُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ، اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْلِيْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَ مَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَ اَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَوْلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ))

(بخاری' مسلم)

''یا الٰہی تیرے ہی لیے ہے سب تعریف' تو ہی تو قائم رکھنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا۔ اور جو ان میں ہیں' اور تیرے ہی لیے سب تعریف اور تو ہی روشن کرنے والا ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان میں ہیں۔ اور تیرے ہی لیے ہے سب تعریف تو ہی بادشاہ آسمانوں اور زمین

www.sirat-e-mustaqeem.com

کا اور جو ان میں ہیں اور تیرے ہی لیے ہے سب تعریف تو ہی ثابت (کبھی معدوم نہ ہوگا) اور وعدہ تیرا دنیا اور (آخرت میں حق ہے اور ملاقات تیری (آخرت میں) حق ہے اور کلام تیرا حق ہے اور بہشت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب نبی (تیرے فرستادہ) حق ہیں' اور محمد ﷺ حق ہیں اور قیامت حق ہے یا الٰہی تیرے واسطے میں تابعدار ہوا اور تیرے ساتھ میں ایمان لایا اور تجھ پر میں نے بھروسہ کیا اور تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری مدد سے جھگڑتا ہوں میں (دشمنوں سے) اور تیری طرف فریادی ہوں میں۔ پس بخش میرے لیے وہ گناہ کہ آگے کیے میں نے اور وہ گناہ کہ پیچھے ہوں مجھ سے اور جو پوشیدہ کیے میں نے اور وہ گناہ کہ تو ان کو مجھ سے زیادہ جانتا ہے تو ہی آگے کرنے والا اور پیچھے ڈالنے والا معبود صرف تو ہی ہے اور نہیں کوئی معبود سوائے تیرے''۔

نوٹ: مقام فکر ہے کہ وہ پاک ہستی کہ جس کے دامن اقدس میں کوئی گناہ ہے ہی نہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ یہ بشارت بھی کئی بار دے چکے ہیں کہ ''ہم نے آپؐ کے پہلے پچھلے سب گناہ معاف کر دیئے۔ وہ راتوں کو اٹھ کر کیسے گڑگڑا کر آنسو بہا کر خدا سے بخشش مانگتے ہیں اور ہم جو سر سے پاؤں تک گناہوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ہماری آنکھیں کبھی اس کے خوف سے نہیں روئیں۔ رات کا رونا اور نماز پڑھنا ایک طرف' آج امت فرضی نمازوں سے بھی باغی ہے۔ یا للعجب!

رسول اکرم ﷺ کے سامنے جبریل امین علیہ السلام نے جہنم کا منظر بیان کیا تو آپؐ بے اختیار رونے لگے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ (ایک دفعہ) حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس اس وقت تشریف لائے جس وقت عموماً تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور سوال کیا: ''اے جبریل علیہ السلام! کیا بات ہے کہ آج تمہارا رنگ بدلا ہوا ہے؟'' (حضرت جبریل علیہ السلام کے چہرے پر فکر و غم کے آثار تھے) عرض کیا اللہ تعالیٰ نے جہنم دھونکنے کا حکم دیا' میں اسے دیکھ کر آیا ہوں۔ اس لیے (اس منظر کے) خوف سے میری بری حالت ہے''۔

''اے جبریلؑ! اس آگ کا منظر بیان کرو'' تو حضرت جبریل علیہ السلام نے جہنم کا منظر یوں بیان کیا:

''اللہ تبارک و تعالیٰ نے جہنم کے بارے میں حکم دیا تو اسے ایک ہزار سال تک دھونکا گیا' تو وہ سفید ہو گئی۔ پھر ارشاد ہوا کہ (ابھی) ایک ہزار برس تک (اسے) اور دھونکا جائے (جب پھر ہزار برس تک دھونکا گیا) تو وہ سرخ ہو گئی۔ پھر ہزار سال تک دھونکنے کا مزید حکم ہوا تو وہ سیاہ تاریک ہو گئی۔ (اب اس کی حالت یہ ہے کہ) نہ اس کی چنگاریاں چمکتی ہیں اور نہ اس کے شعلے بجھتے ہیں۔

خدا کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر جہنم ایک سوئی کے سوراخ کے برابر کھول دی جائے تو اس کی گرمی سے سارے زمین والے مر جائیں

www.sirat-e-mustaqeem.com

اور خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر جہنم کا ایک داروغہ اہل زمین کی طرف ظاہر ہو کر جھانک دے تو اس کی بدصورتی اور بدبو کی وجہ سے تمام اہل زمین مر جائیں اس ذات کی قسم جس نے رسول اللہ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے' اگر جہنم کی کسی زنجیر کا ایک حلقہ دنیا کے بڑے سے بڑے پہاڑ پر رکھ دیا جائے تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ (اپنی جگہ پر نہ ٹھہرے یہاں تک کہ اسفل السافلین تک دھنس جائے)

حضرت جبریل امینؑ کی زبانی جہنم کا یہ دہشت ناک حال سن کر رسول اللہ ﷺ اس قدر روئے کہ جبریل علیہ السلام سے فرمایا کہ اب بس کرو (مزید سننے کی تاب نہیں ہے) کہیں میرا دل پاش پاش نہ ہو جائے اور میں مر نہ جاؤں۔

نبی ﷺ نے جبریل علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ (حالات جہنم) بیان کر کے خود بھی رو رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام تم بھی روتے ہو' حالانکہ تمہارا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا ہے؟ تو جبریل علیہ السلام نے عرض کیا میں کیوں نہ روؤں میں تو رونے کا زیادہ حق رکھتا ہوں ممکن ہے کہ میرا رتبہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس مرتبہ کے علاوہ ہو جو میرا اب مرتبہ ہے۔ مجھے اب معلوم نہیں کہ (اللہ تعالیٰ) میرا امتحان لے جیسے ابلیس کا امتحان لیا گیا حالانکہ فرشتوں میں سے تھا اور میں نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ میری آزمائش کرے جس طرح ہاروت و ماروت کی آزمائش کی گئی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام دونوں روتے رہے یہاں تک کہ ان دونوں کو آواز دی گئی۔ ''اے جبریل علیہ السلام اور اے محمد ﷺ! اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو نافرمانی کرنے سے امن دے دیا ہے''۔

اس کے بعد حضرت جبریل علیہ السلام آسمان پر چڑھ گئے اور رسول اللہ ﷺ وہاں سے نکل کر انصار کے پاس سے گزرے۔ آپؐ نے انہیں ہنستے اور کھیلتے دیکھا

تو فرمایا: ''کہ تم لوگ ہنس رہے ہو اور تمہارے پیچھے جہنم ہے جو میں جانتا ہوں۔ اگر تم جان لو تو ہنسو کم اور روؤ زیادہ۔ (یہاں تک کہ) کھانا پینا تم کو اچھا نہ لگے اور تم جنگلوں اور پہاڑوں میں نکل جاؤ اور اپنی پریشانیوں کو دور کرنے کے لیے تضرع و زاری کر کے خدا سے پناہ چاہو۔'' (طبرانی۔ ترغیب و ترہیب)

❀❀❀❀

www.sirat-e-mustaqeem.com

کفار مکہ اور رحمۃ للعالمین ﷺ

کفار مکہ نے قدم قدم پر آپ کو اذیتیں دیں' جسم اطہر پر نجاستیں ڈالیں۔ گھر کے دروازے کے سامنے کانٹے بچھائے (تا کہ صبح جب آپ یا آپ کے بچے باہر نکلیں تو کوئی کانٹا پاؤں میں چبھ جائے)

ایک روز آپؐ بیت اللہ شریف میں نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آتے ہی اپنی چادر اتار کر رسول اللہ ﷺ کے گلے میں ڈال دی اور پیچ در پیچ دینے شروع کر دیئے۔ آپ کا دم گھٹنے لگا۔ اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی فوراً آئے اور اس ملعون کو دھکے دے کر ہٹایا۔

کفار مکہ نے کئی مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کے منصوبے بنائے۔ جسم اطہر کو بارہا لہولہان کیا۔ بلاوجہ قید میں رکھا' غلیظ گالیاں دیں پاگل کہہ کر پکارا' کبھی جادوگر کبھی مذمم کہا اور کبھی شاعر۔

آپؐ کے صحن میں پکتے ہوئے کھانے پر غلاظتیں پھینکیں۔

ابولہب نے تو ایک مجلس میں یہاں تک کہا کہ محمدؐ! تیرے ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ (نعوذ باللہ)

عاص بن وائل اس سے بھی بڑھ گیا۔ یہ ملعون جہاں بھی آپ کا ذکر خیر سنتا تو بکتا اُسے چھوڑ دو۔ وہ تو دم کٹا ہے اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں۔

قریش کے ایک اوباش نے ایک روز سر بازار آپؐ کے سر مبارک پر مٹی ڈال دی' آپؐ اسی حال میں گھر تشریف لے گئے۔ صاحبزادیوں میں سے ایک ابا کی یہ حالت دیکھ کر رونے لگیں اور آپ کا سر دھونے لگیں آپؐ نے تسلی دیتے

ہوئے فرمایا: رو نہیں بیٹی! اللہ تیرے باپ کا حامی ہے۔

یہ تو تھیں کفار مکہ کی آپؐ کے ساتھ بدسلوکیاں۔ ادھر رحمۃ للعالمین کا حسن سلوک دیکھیے کہ:

مکہ والوں پر خدا کا عذاب نازل ہوا کہ سخت قحط پڑ گیا' یہاں تک کہ لوگوں نے مردوں کی ہڈیاں بھی کھانی شروع کر دیں۔ ابوسفیانؓ (جو ان دنوں آپؐ کے سخت ترین دشمن تھے) آپؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: ''اے محمدؐ! آپ کی قوم ہلاک ہو رہی ہے' قحط نے تباہ کر ڈالا ہے' دعا کیجئے بارش برسے''۔ رحمۃ للعالمینؐ نے قوم کی یہ حالت سنی تو آنکھیں غم سے اشکبار ہو گئیں۔ پھر آپؐ نے دعا فرمائی تو خوب بارش برسی۔

(صحاح ستہ' ابن ہشام' سیرت النبیؐ وغیرہ)

www.sirat-e-mustaqeem.com

سرزمین بدر پر رسول اللہ ﷺ کے آنسو

دشمن جب شہر چھوڑ جائے تو سکون مل جاتا ہے لیکن مسلمان جب اپنے ایمان کی حفاظت کے لیے تمام جائیدادیں کفار کے حوالے کر کے اپنے سینوں میں اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت بسائے ہوئے مکہ مکرمہ چھوڑ کر مدینہ طیبہ جا فروکش ہوئے تو کفار پہلے سے بھی زیادہ بے قرار ہو گئے' مکہ سے لٹے پٹے آئے ہوئے مہاجرین کے زخم ابھی تازہ ہی تھے کہ قریش مکہ نے مسلمانوں پر عرصہ حیات مزید تنگ کرنے کی ٹھان لی اور مسلمانوں سے نبرد آزما ہونے کی پوری قوت سے تیاری کر لی اور بڑے ہی عزم کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ اس وقت تک آرام سے نہیں بیٹھیں گے جب تک محمد ﷺ اور آپؐ کے نام لیواؤں کو صفحۂ ہستی سے نہ مٹا لیں گے۔ رسول اللہ ﷺ کو قریش کے ان عزائم کا علم ہوا تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر مدینہ سے چلے جب بدر کے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ دشمن تعداد میں سہ چند اور سامان حرب میں ہزار چند زیادہ ہے۔ یہ وقت آپؐ پر بہت بھاری تھا۔ مسلمانوں کے یہاں پہنچتے ہی اللہ تعالیٰ نے پہلی رحمت یہ کی کہ بارش نازل فرما دی۔ جس سے ریتلی زمین پختہ ہو گئی اور چلنا پھرنا آسان ہو گیا۔ اور پکی زمین جو کفار کے پاس تھی اس پر کیچڑ ہو گیا۔ پھسلن ہو گیا جس سے کفار کے پاؤں پھسلنے لگے۔ (گویا یہ نکتہ تھا کہ اب کفار کے قدم پھسلیں گے' ٹھہریں گے نہیں۔ مسلمانوں کے قدم جمیں گے اکھڑیں گے نہیں) (زاد المعاد ابن ہشام)

رسول اللہ ﷺ عریش میں

جنگ سے پہلے حضرت سعد بن معاذ ؓ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا۔ حضورؐ! میری رائے یہ ہے کہ آپؐ کے لیے ایک اونچے ٹیلے پر ایک چھپر بنا دیا جائے تاکہ آپؐ اس میں تشریف رکھیں یہاں سے آپؐ جاں نثاروں کا نظارہ بھی کریں اور ضروری ہدایت بھی دیں۔ نبی ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ ؓ کی اس تجویز کو پسند فرمایا۔ چنانچہ آپؐ کے لیے عریش بنا دی گئی۔ آپؐ نے یہیں قیام فرمایا اور حضرت صدیق اکبر ؓ کو ارشاد فرمایا کہ آپ میرے پاس ٹھہریں۔ پھر رات کو صحابہؓ کو حکم دیا آپ رات بھر آرام کریں اور خود دو رکعت نماز کی نیت کی۔ نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔ اس وقت آپؐ کے رونے کی حالت اس طرح تھی کہ رو رو کر ریش مبارک آنسوؤں سے تر بہ تر ہو گئی تھی اور سر زمین بدر کی یہ خوش قسمتی کہ اس کو خاتم الانبیاء ﷺ کے آنسوؤں کا پانی ملا۔

(راوی کا بیان ہے) کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے کھڑے یوں روتے کہ چادر مبارک کندھوں سے گر گر جاتی۔ کبھی سجدے میں جا کر روتے اور کبھی ہاتھ پھیلا پھیلا کر رحمت خداوندی کو متوجہ کرواتے۔ حدیث شریف میں آتا ہے کہ زبان اقدس پر یہ دعا جاری تھی:

((اللهم انجزلی ما وعدتنی ان یهلك هذه العصابة من اهل الاسلام لا تعبد فی الارض))

"اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے اسے پورا فرما۔ اللہ اگر مسلمانوں کی یہ جماعت ہلاک ہو گئی تو پھر روئے زمین پر تیری عبادت کرنے والا

www.sirat-e-mustaqeem.com

کوئی نہیں رہے گا"۔

اس وقت آپؐ نے بڑے تضرع کے ساتھ یہ دعا بھی کی:

((اللھم لا تخذلنی اللھم انی انشدك ما وعدتنی))

"الٰہی مجھے ندامت سے بچانا۔ اللہ میں تجھے تیرا وعدہ یاد دلاتا ہوں۔"

نماز کے بعد نبی ﷺ نے لمبا سجدہ کیا۔ سجدہ میں یاحی یاقیوم برحمتك استغیث پڑھتے رہے اور روتے رہے یہاں تک کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضورؐ کی یہ حالت دیکھی تو نہ رہا گیا سجدے میں ہی آپؐ سے لپٹ گئے اور عرض کیا: "حضورؐ! بس کیجئے اتنا نہ روئیے' اپنے آپ کو اتنا ہلکان نہ کریں۔ اللہ تعالیٰ آپؐ سے فتح ونصرت کا وعدہ فرما چکا ہے:

((فاخذ ابوبکر بیدہ فقال حسبك فخرج وھو یقول: سیھزم الجمع و یولونَ الدُّبُرَ))

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا آپ کو اللہ کافی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا ختم کی اور زبان پر جاری تھا کہ "عنقریب کافروں کی یہ جماعت شکست کھائے گی اور پشت پھیر کر بھاگے گی۔"

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ مسلمانوں کو فتح سے سرشار فرمایا اور مکہ والوں کو بہت بری شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ ۷۰ بڑے بڑے سردار مارے گئے اور ۷۰ مسلمانوں کے ہاتھ اسیر ہوئے۔ (زاد المعاد)

بیرِ معونہ کا دردناک واقعہ

جنگ احد کے بعد کفار نے مسلمانوں کو نقصان پہنچانے اور پامال کرنے کی کئی مختلف تدبیریں کیں۔ ۴ ہجری میں بنو کلاب کا رئیس ابو براء عامر بن مالک نجد سے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی ﷺ نے اس کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے اسلام تو قبول نہ کیا مگر رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی کہ آپ اپنے چند مبلغین کو میرے ساتھ تبلیغ کے لیے بھیج دیں جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دیں۔ نبی ﷺ مبلغین کو اس کے ساتھ بھیجنے میں متامل تھے کیونکہ کچھ عرصہ پہلے بنو عامر کا رئیس عامر بن طفیل (جو ابو البراء کا بھتیجا تھا) اس نے رحمت عالم ﷺ کو یہ دھمکی دی تھی کہ محمدؐ مجھے اپنا ولی عہد نامزد کرو پھر شہروں میں میری حکومت مان لو میں دیہاتوں میں آپؐ کی حکومت مان لوں گا ورنہ میں بنو غطفان کے ہزاروں آدمی لے کر فوراً مدینہ پر چڑھائی کروں گا اور مدینہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔ لیکن ابو البراء نے ہادی برحق علیہ الصلوۃ والسلام کو یہ یقین دلایا تھا کہ جو لوگ آپؐ میرے ہمراہ بھیجیں گے ان کی ہر طرح سے حفاظت کی جائے گی۔ (غیب کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں) آپؐ نے اس کی بات مان لی اور ستر صحابہؓ پر مشتمل ایک وفد تیار کیا جو قرآن کے حافظ' قاری اور بہت بڑے عالم لوگ تھے۔ صحیح بخاری شریف میں ان کی یہ خوبی درج ہے کہ یہ یخاطبون بنھار ویصلون باللیل "یہ دن کو لکڑیاں چن چن کر اپنے اہل وعیال کے لیے روٹی کا انتظام کرتے تھے اور رات کو جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو (فرشتے) ان کے سجدوں پر رشک کرتے۔"

www.sirat-e-mustaqeem.com

صحیح بخاری شریف کی روایت کے مطابق حضرت انس ؓ کا بیان ہے رسول اللہ ﷺ نے حضرت حرام بن ملحان انصاری ؓ کی قیادت میں ۷۰ صحابہ کو نجد بھیجا اور ایک خط بھی روانہ کیا جو عامر بن طفیل کے نام تھا۔

جب اللہ کے یہ پاک باز بندے بیئر معونہ پر پہنچے تو امیر لشکر مکتوب رسالت لے کر عامر کے پاس پہنچا تو اس بد بخت نے تمام سفارتی اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خط کو پڑھے بغیر بڑے ہی تکبر سے پھاڑ کر پھینک دیا اور اپنے عقب میں کھڑے ہوئے ایک آدمی کو اشارہ دیا اس نے ایسا تاک کر سفیر رسول ؓ کو نیزہ مارا کہ سینے سے آر پار ہو گیا۔ خون کا فوارہ نکلا۔ حضرت حرام ؓ نے خون کا چلو بھرا' سر اور چہرے پر مل لیا اور پھر اس بد بخت عامر کے سامنے نعرہ لگایا:

((فزت برب الکعبہ))

''رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا''

یہ کہتے ہی زمین پر گرے اور جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔

اب عامر نے خون خوار وحشی قبائل کو مجتمع کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ اللہ کے یہ پاکباز بندے اگرچہ گھروں سے تبلیغ کے لیے نکلے تھے مگر ہاتھوں سے خالی نہیں تھے کافی دیر تک بڑی جرات و پامردی سے ان دغا بازوں کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر کثیر تعداد دغابازوں نے ان صحابہ کرام ؓ کو گھیرے میں لے لیا اور حضرت کعب ؓ کے سوا باقی سب کو شہید کر ڈالا۔

صحیح بخاری شریف کی روایت کے مطابق شہادت کے وقت ان کا اپنی قوم کے نام پیغام درج ہے

((بلغو عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و ارضانا))

''ہماری قوم کو ہمارا یہ پیغام پہنچا دو کہ بیئر معونہ پر ہم نے اپنے رب سے

ملاقات کی (اور یہ ملاقات اتنی کامیاب ہوئی) کہ وہ ہم سے راضی ہو گیا اور ہم اس سے راضی ہو گئے۔''

ارباب سیر نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اس دردناک واقعہ کی خبر ملی تو آپ ؐ کو بے حد صدمہ ہوا۔ پھر آپ ؐ کئی دن صبح کی نماز میں رو رو کر اللہ تعالیٰ سے ان ظالموں کے لیے بد دعا کرتے رہے رسول اللہ ﷺ کے آنسو بارگاہ خدا میں قبول ہوئے تو نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دغا بازوں کو بڑی ہی ذلت اور کتے کی موت مارا۔

(تفصیل بڑی کتب میں درج ہے) (صحیح بخاری' زاد المعاد)

(۲)

ایسا ہی ایک اور واقعہ کتب احادیث میں درج ہے۔ جب بدر' احد کے معرکوں میں کفار کے تیغ آزماؤں کا زعم باطل ہو گیا تو وہ سازش کے جال بچھانے لگے انہوں نے عضل اور قارہ کے سات آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہلوایا اگر آپ چند مبلغ عنایت فرما دیں تو ہمارے تمام قبیلے مسلمان ہو جائیں گے۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت عاصم بن ثابت ؓ کی ماتحتی میں کل دس بزرگ صحابہ ؓ کا وفد ان کے ساتھ بھیج دیا۔

ایک گھاٹی میں کفار کے دو سو مسلح جوان مسلمانوں کے تبلیغی وفد کا انتظار کر رہے تھے جب مبلغین اسلام یہاں پہنچے تو یہاں کفار کی تلواروں نے ان کا استقبال کیا مسلمان اگرچہ اشاعت قرآن کے لیے گھروں سے نکلے تھے مگر تلواروں سے مسلح تھے۔ اچانک جب دو سو کفار مقابلے میں آئے تو دس تلواریں نیاموں سے باہر نکل آئیں۔ اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ آٹھ صحابہ کرام ؓ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے اور خبیب بن عدی ؓ اور زید بن دسنہ ؓ دو صحابہ کو کفار نے

www.sirat-e-mustaqeem.com

محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا۔ سفیان ہزلی انہیں مکہ لے گیا اور ان دونوں بزرگوں کو نقد قیمت پر مکہ کے درندوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

حضرت خبیب بن عدی رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن دسنہ رضی اللہ عنہ کو حارث کے گھر ٹھہرایا گیا۔ حارث کو یہ بھی کہا کہ ان کو روٹی اور پانی نہ دیا جائے حارث بن عامر نے حکم کی تکمیل کی۔ ایک دن حارث کا نوعمر بچہ چھری سے کھیلتا ہوا حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا۔ اس اللہ تعالیٰ کے پاک باز بندے نے جو کئی روز سے بھوکا پیاسا تھا حارث کے بچے کو گود میں اٹھا لیا اور چھری اس کے ہاتھ سے لے کر زمین پر رکھ دی۔

جب ماں نے بچے کو قیدی کی گود میں دیکھا تو تڑپ گئی۔ حضرت خبیبؓ نے عورت کی تکلیف محسوس کی تو فرمایا بی بی تم فکر نہ کرو میں بچے کو ذبح نہیں کروں گا۔ مسلمان ظلم نہیں کیا کرتے۔ یہ فرما کر بچے کو چھوڑ دیا۔ معصوم بچہ اٹھا اور دوڑ کر ماں سے لپٹ گیا۔ قریش نے چند روز بعد پھانسی دینے کا اعلان کر دیا کھلے میدان میں ایک ستون نصب تھا اور یہ اپنی بے بسی پر خون کے آنسو رو رہا تھا اس کے چاروں طرف بے شمار آدمی ہتھیار سنبھالے کھڑے تھے۔ بعض تلواریں چمکا رہے تھے بعض نیزے تان رہے تھے۔ بعض کمان میں تیر رکھ کر سیدھے تان کر کھڑے ہو گئے تھے جب یہ مجاہد پورے وقار کے ساتھ مجمع میں تشریف لائے اور انہیں صلیب کے نیچے کھڑا کر دیا گیا تو ایک شخص نے انہیں مخاطب کیا اور کہا: خبیبؓ! ہم تمہاری مصیبت سے دردمند ہیں اگر اب بھی اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔

حضرت خبیبؓ خطاب کرنے والے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ''جب اسلام ہی باقی نہ رہا تو جان بچانے سے کیا فائدہ؟'' اس جواب پر مجمع ساکت ہو گیا اور لوگ دم بخود ہو گئے۔ آخر کہا گیا خبیبؓ کوئی آخری آرزو ہے تو بیان کرو۔

حضرت خبیبؓ نے فرمایا کوئی آرزو نہیں صرف دو رکعت نماز ادا کر لینے دو۔ لوگوں نے کہا اجازت ہے۔ آپؓ جلدی سے فارغ ہو گئے کہ کہیں کفار یہ نہ سمجھیں محمد کا ساتھی موت سے ڈر کر لمبے لمبے سجدے کر رہا ہے نماز سے فارغ ہو کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ صلیب کے نیچے کھڑے ہو گئے۔ ہر طرف سے تلواروں' نیزوں اور پتھروں کی بارش شروع ہو گئی۔

ایک سخت دل نے آگے بڑھ کر حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کے جگر کو چھیدا اور پوچھا: ''کہو اب تو تم بھی پسند کرتے ہو گے محمدؐ پھنس جائیں اور میں چھوٹ جاؤں''۔ خبیبؓ نے نہایت جوش سے جواب دیا: خدا جانتا ہے کہ میں تو یہ بھی پسند نہیں کر تا کہ میری جان بچ جانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے پاوں میں کانٹا بھی لگے۔

خدا کے اس پاک باز بندے نے تماشائیوں کے ہجوم میں کھڑے ہو کر فی البدیہہ کچھ اشعار کہے جن سے اس بزرگ کی صداقت اور محبت اسلام کی پاکیزہ صورت نظر آتی ہے۔

آخر میں یہ دعا کی:

((اللهم بلغنا رسلت رسولك فبلغه مايصنع بنا))

''اے اللہ! ہم نے تیرے رسول اللہ ﷺ کے احکام ان لوگوں کو پہنچا دیئے۔ اب تو اپنے رسول کو ہمارے حال کی اور ان کے کرتوتوں کی خبر فرما دے''

اس دعا کے بعد خون جسم سے نچڑ گیا اور اس مرد مجاہد کی روح جسم سے پرواز کر گئی۔

ان دو حادثوں پر رسول اللہ ﷺ کو اتنا شدید صدمہ ہوا کہ بیان سے باہر ہے۔ یہ بزرگ رسول اللہ ﷺ کی زندگی کا بہت قیمتی سرمایہ تھے۔ ارباب سیر کا

www.sirat-e-mustaqeem.com

بیان ہے اللہ تعالیٰ کے ان پاکباز بندوں کے شہید ہونے پر حضور ﷺ اتنا روتے تھے کہ آپؐ کے آنسو تھمتے نہیں تھے۔ نمازوں میں رو رو کر ان کافروں کے لیے بد دعا کرتے تھے جنہوں نے آپؐ کے عظیم صحابہؓ کو دھوکے سے بلا کر شہید کر ڈالا۔

رضی اللہ تعالی عنہم

(بخاری، ابن ہشام)